کفرانِ نعمت کی سزا

﴿ وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا
رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ
الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ o وَ لَقَدْ جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ
مِّنْھُمْ فَکَذَّبُوْہُ فَاَخَذَھُمُ الْعَذَابُ وَ ھُمْ ظٰلِمُوْنَ o ﴾

[النحل: ١٦/ ١١٢، ١١٣]

’’خدا ایک شہر کا حال بطور مثال بیان کرتا ہے وہ شہر امن چین میں تھا ہر ایک مقامات سے اس کو رزق پہنچتا تھا پھر اس نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی تو خدا نے ان کے اعمال پر ان کو بھوک اور خوف کا مزہ چکھایا۔ اور اللہ کی طرف سے انھیں میں سے ایک رسول ان کے پاس آیا تو انھوں نے اسے بھی جھٹلایا پھر عذابِ الٰہی نے ایسے حال میں پکڑا کہ وہ ظالم تھے۔‘‘

اذان

اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحر نے
آدم کو بھی دیکھا ہے کسی نے کبھی بیدار ؟
کہنے لگا مرّیخ ، ادا فہم ہے تقدیر
ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزا وار
زُہرہ نے کہا اور کوئی بات نہیں کیا؟
اس کرمکِ شب کور سے کیا ہم کو سروکار!
بولا مہِ کامل کہ وہ کوکب ہے زمینی
تم شب کو نمودار ہو ، وہ دن کو نمودار!
واقف ہو اگر لذتِ بیداریٔ شب سے
اُونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پر اسرار!
آغوش میں اس کی وہ تجلی ہے کہ جس میں
کھو جائیں گے افلاک کے سب ثابت وُ سیار!
ناگاہ فضا بانگِ اذاں سے ہوئی لبریز
وہ نعرہ کہ ہل جاتا ہے جس سے دلِ کہسار!

فہرست

جنت سے محرومی

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ﴾ [المائدة: ٧٢]

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔''

موحد اور مشرک کا انجام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ (شَيْئًا) دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔"

[بخاری: ١٢٣٨]

''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہوئے مرجائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

وہ دعا جو ہر قسم کے شرک کو ختم کردیتی ہے۔

آپ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے ہر قسم کا شرک تجھ سے ختم ہوجائے۔ اور پھر فرمایا: تم یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔

''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں دیدہ ودانستہ تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤں اور اگر لاعلمی میں کبھی ایسا ہوجائے تو اس کی میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' [الادب المفرد البخاری، رقم: ٧١٦]

ما قدمت لغد

اداریـــــــہ حافظ احمد شاکر

ہمارا ملک اس وقت معاشی ومعاشرتی طور پر ایک نازک موڑ پر کھڑا ہے، خودکش حملوں اور خودکشی کے روزمرہ واقعات سے سب اہل درد پریشان ہیں۔بعض صاحب درد اہل قلم تاریخی استعاروں میں دردِ دل بیان کرتے اور سابقہ قوموں اور امتوں کی تاریخ بیان کرکے ان کے انجام سے قوم کو باخبر رکھنے کی انتہائی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ نیز من حیث القوم توبہ واستغفار کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ اس توفیق سے محروم قوموں اور امتوں کے ہولناک انجام بتاتے رہتے ہیں۔خصوصاً تنگ آمد بجنگ کے مقام پر پہنچ کر بپھر جانے والی اقوام کا اشرافیہ سے سلوک وروّیہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔لیکن افسوس کہ اقتدار،حکم رانی اور اشرافیت نے ان کے دلوں پر ایسی مہریں لگادیں اور آنکھوں پر ایسے دبیز پردے ڈالے ہوئے ہیں کہ آنے والے کل کی طرف ان کے ذہن جاتے ہی نہیں۔جب کہ اللہ تعالیٰ نے **والتنظر نفس ما قدمت لغد** یعنی غور کرو تم نے کل کے لیے کیا کیا ہے؟ واضح ارشاد فرمایا ہے۔

اب تک حالات کا کوئی سرا حکومت کے ہاتھ نہیں آرہا بلکہ حکم رانوں کے بیانات واقدامات کو مشرف دور کا تسلسل ہی کہا جارہا ہے جو تقریباً صحیح ہی محسوس ہورہا ہے۔بلکہ مستقبل کے حالات پر نظر رکھنے والے اور حال سے مستقبل کے نتائج اخذ کرنے والے سوچتے ہیں کہ کہیں خدانخواستہ **رحم اللہ النباش الاول** والا معاملہ ہی نہ ہوجائے۔اعاذنا اللہ منہ

بشرطِ صحت سوال:

منتخب شدہ نمائندوں کو آج کل ان کیمرہ بریفنگ دے کر حکومت ان کو ہم نوا اور ہم خیال بنانے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی جس میں اسامہ کی طرح ایک ہیولے طالبان کے مظالم کی تصاویر دکھا کر جسے بہ ظاہر دہشت گردی کے خلاف لا بنگ بھی کہا جاسکتا ہے کہ طالبان کے نمائندے نے ذرائع ابلاغ سے رابطہ کرکے تقاضا کیا کہ ان نمائندوں کو تصویر کا دوسرا رخ یعنی امریکا اور اتحادی فوج کے مظالم ہم بھی دکھانا چاہتے ہیں۔یہ مطالبہ شائع ہونے کے بعد مولانا فضل الرحمٰن بالقابہ اور جناب قاضی حسین احمد نے بھی ان کے مطالبے کی تائید کردی۔جو بالکل جائز اور حق بجانب ہے۔کیوں کہ کچھ عرصہ سے کبھی کبھار ذرائع ابلاغ میں طبع شدہ خبروں کے مطابق طالبان کے ہم شکل جنگ جو جب حکومتی اہل کاروں کے ہاتھ آئے تو ان میں سے بہت سے بے ختنہ تھے اور اب تو وطن عزیز کی ایک اہم ایجنسی کے ذمہ دار نے امریکا، بھارت اور اسرائیل کا بالوضاحت تذکرہ کیا ہے کہ وہ سوات، باجوڑ اور وزیرستان کی خون ریزی میں براہِ راست ملوث ہیں۔طالبان کا تقاضا تو ان حالات کے مطابق اور بھی اہم ہوجاتا ہے کہ طاغوت مسلمانوں کے دل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے اور بڑھاوا دینے کی جو مذموم کوششیں کررہا ہے ان کا تدارک ضرور کرنا چاہیے تاکہ مسلمانوں کے سینے باہمی کینہ وکدورت سے تو پاک ہوجائیں۔

اسلام میں اگر کیا؟ خودکشی یقیناً حرام ہے تو پھر کیا یہ خودکش حملے جائز ہوسکتے ہیں؟ اس کا جواب یقیناً انکار ہی ہوگا۔لیکن اس وقت جب کہ امریکا اپنے صلیبی مشن کا دوسرا راؤنڈ کھیل رہا ہے،فقیہانِ شہر کا فتویٰ دینا کیا معقول اور مناسب تھا؟ اگر فتویٰ دینا ضروری تھا تو کیا خودکش حملوں کا پس منظر بیان کرنا ضروری نہیں تھا؟ کیوں کہ مسائل کے جواب میں مفتی کا بشرطِ صحت سوال لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ نہتے اور بے گناہ مسلمانوں کے چیتھڑے اڑانے والوں کے بارے میں انھوں نے کوئی فتویٰ کیوں نہ دیا؟ لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں ہزاروں لاشے بھسم کرنے والوں کے خلاف ان ''مفتیانِ کرام'' کی کیا رائے تھی؟ اور انھوں نے بروقت اس کا اظہار کیوں نہ کیا؟ باجوڑ میں قرآنِ حکیم کے طلباء پر شب خون مارنے کی راہداری دینے والوں کے خلاف کیوں

یہ مفتیانِ شرع متین خاموش رہے؟ ان مفتیان گرامی کو اہل باجوڑ وسوات سے آنے والی ان معلومات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے تھا جس کے مطابق طالبان کے بھیس اور حلیے میں غیر مسلموں کی گرفتار ہونے اور گرفت میں آنے پر تحقیق وتفتیش کے کون سے پہلو چشم کشا ہوئے؟ نیز اتحادی اور نیٹو افواج کے ظلم وستم اور آتش وآہن کی بارش کرنے والوں کو اجازت کے جواز وعدم جواز پر یہ فقیہان کرام کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ ان خودکش حملوں کو دہشت گردی ہی کی ایک قسم یا تسلسل کہا جاسکتا ہے لیکن ابتدا کیسے ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کیوں کی؟ ان سب سوالوں کا امریکا تو ایک ہی جواب دیتا ہے کہ مسلمان اور مسلمان! لیکن کیا سابقہ حکم رانوں کی طرح موجودہ حکم ران بھی امریکا کی ہاں میں ہاں ملاتے رہیں گے؟ اگر نہیں تو ۱۹۸۰ء سے لے کر اب تک کی دنیا میں مسلم کشی اور مسلمانوں کی باہمی کشمکش کی تاریخ پڑھیں اور غور فرمائیں تو نظر وہی آتا ہے جو صدر بش کئی بار...... صلیبی جنگ...... کہہ چکے ہیں۔ لیکن ہمارے حکم ران اور وطن عزیز کی حکمت عملی اور داخلہ خارجہ پالیسی تیار کرنے والے بش کے اس اعتراف واعلان کو نہ تسلیم کررہے ہیں نہ سمجھ رہے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش ہی کررہے ہیں۔ خدارا! چور مارنے کی بجائے چور کی ماں کو مارو۔ یعنی دہشت گردی شروع ہونے کے اسباب ختم کیے جائیں۔ ہمارا اب بھی یقین ہے کہ کوئی مسلمان حواس خمسہ حاضر ہوتے ہوئے کسی مسلمان کو نہیں مارسکتا الا یہ کہ اس کی عقل پہ پردہ پڑ جائے یا وہ حکم ماننے کی اضطراری حالت میں مجبور ہوجائے۔

نایاب مثال:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی سچی کتاب میں بالکل حق اور فرمایا کہ ''سود مٹ جاتا اور صدقہ بڑھتا رہتا ہے۔'' گزشتہ دنوں دنیا کی واحد سپر پاور امریکا میں ایک سو اٹھائیس سالہ قدیمی بینک دیوالیہ ہوگیا جس سے امریکا سمیت پوری دنیا مالی بحران کا شکار ہوگئی۔ دنیا بھر کی سٹاک مارکیٹیں بیٹھ گئیں، ان کے کاروباری حجم کم ترین سطح پر آگئے۔ وطن عزیز کی اقتصادی ومعاشرتی حالت پہلے ہی دگرگوں تھی اس عالمی معاشی ہلچل نے اس کا بالکل ہی کچومر نکال دیا۔ گزشتہ چندسال میں ڈالر ۶۰ روپے کے اردگرد گھومتا رہا پھر بڑھتے بڑھتے ۷۰/-، ۷۲/- تک پہنچ گیا اب اس افراتفری سے ڈالر ۷۲/- سے زقند لگا کر یکدم ۸۸/- تک چلا گیا اب پھر قدرے واپس ہوا تو ۸۰/- تک آگیا۔ ہمارا چوں کہ عالمی دین ڈالر سے منسلک ہے اس لیے مہنگائی کی آکاس بیل ساری ضروریات زندگی کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ حکم رانوں کی بے حسی کا حال یہ ہے کہ تیل عالمی منڈی میں ۱۴۰/- ڈالر سے اب ۷۰/- ڈالر پہ آچکا ہے لیکن ہمارے حکم رانوں نے صرف پٹرول...... جو سرکاری اور بڑوں کی گاڑیوں میں چلتا ہے...... غالبًا ۵/- فی لیٹر سستا کیا جب کہ ڈیزل...... جو پبلک ٹرانسپورٹ، زرعی ضروریات کے لیے ٹیوب ویل اور جنریٹر وغیرہ استعمال ہوتا ہے...... مزید مہنگا کردیا گیا ہے۔ اسی طرح پام آئل جو بناسپتی گھی کا جزو اعظم ہے، بھی عالمی منڈی میں خاصا سستا ہوگیا ہے لیکن ہماری بناسپتی گھی قیمتیں وہی چل رہی ہیں۔ جب کہ ہمارے حکم رانوں کی ترقیاتی اسکیمیں...... جس کے ٹھیکے اپنوں کو عطا کرنے ہوتے ہیں...... اور من پسندوں کے لیے دھڑا دھڑ دریا دلی جاری ہے۔ اسی طرح آٹا، دوائیاں اور دیگر ضروریاتِ زندگی جب خریدنے جاتے ہیں تو ہر مرتبہ نئی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ بجلی کا بحران شدید سے شدید تر ہورہا ہے۔ حکومتی اعلان کے مطابق شہروں میں ۹ گھنٹے اور دیہاتوں میں ۱۲ گھنٹے کا ہے۔ جس میں اضافہ تو ممکن ہوسکتا ہے لیکن کمی نہیں۔ جس سے ملکی صنعت جام ہوکر رہ گئی ہے چوں کہ پیداوار نہیں اس لیے مزدور کو مزدوری نہیں مل رہی۔ لہٰذا بے روزگار مچھندروں کی ہر جائز وناجائز طریقے سے حصول رزق کی کوششیں ڈاکوں کی صورت میں اخبارات کی زینت بن رہی ہیں۔ حکومت خرچہ چلانے کے لیے کبھی پاکستانی بنکوں کی ناکامی کی افواہ پھیلاتی ہے جس سے بے چارے عوام نے بینکوں سے اپنی جمع پونجی فوراً نکلوائی، بینک تو وہیں کے وہیں رہے حکومت کو چیک کیش کرانے کی مد میں ایک دو دن میں اپنے کمیشن (تین فی صد) سے جو بچت ہوئی وہ اربوں تک جا پہنچی۔ اس طرح واپڈا نے بلوں میں ایڈنگ بڑھا کر جو لوٹ مار مچائی وہ حکومت کی سطحی سوچ کی ایک ''نایاب مثال'' ہے جو تاریخ میں محفوظ رہے گی۔

ان پراگندہ خیالات کے اظہار کا مقصد ہے کہ جس معیشت کی بنیاد ہی سود پر ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے مٹ جانا فرمادیا ہو اس معیشت میں بہتری کیسے آسکتی ہے؟ ہمارے اقتصادی بزرجمہر اب تک اسی امریکا سے چمٹے ہوئے ہیں جو خود ڈوب رہا ہے۔ حیرانگی ہے ان مسلمان حکمرانوں پر جن سے امریکا جگا ٹیکس وصول کرتا اور انہی کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ لیکن یہ پھر بھی اسی دیوار کا سایہ چاہتے ہیں جو اب گری یا کل گری۔

چند اہم تفاسیر اور اُن کے مؤلفین ❷

مختصر تعارف اور جائزہ

تحریر: الشیخ ابوعبدالله محمد الحمود النجدی ترجمہ: حافظ محمد اعجاز ساقی (ابویحییٰ)

تفسیر الماوردی (۳۶۴......۴۵۰ھ)

مفسر کا نام: ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصری الشافعی

کتاب کا نام: النکت والعیون

عقیدہ: اشعری عقیدے کے حامل اور زبردست مؤوّل ہیں۔ اپنی کتاب کو تاویل سے بھر رکھا ہے۔ بعض مقامات پر تو معتزلہ کے اقوال اور فاسد اصولوں کو بھی ترجیح دے دیتے ہیں۔ عقیدۂ قدر میں اُن کے ہم نوا ہیں۔ اسی لیے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''میزان الاعتدال'' میں ان کے بارے فرمایا ہے۔

" صَدُوُقٌ فِیُ نَفُسِهٖ لٰکِنَّهٗ مُعُتَزِلِیٌّ ۔"

''ذاتی لحاظ سے تو معتبر آدمی ہیں لیکن معتزلی عقیدے کے حامل ہیں۔''

استنادی اہتمام: نہ تو سند ذکر کرتے ہیں اور نہ روایات کو ان کے بیان کرنے والے مصنّفین کی طرف انھیں منسوب ہی کرتے ہیں (مثلاً أصحاب کتب الستة وغیرہ) اُحادیث، اسبابِ نزول اور اقوال صحابہ وتابعین اکثر طور پر تفسیر طبری سے نقل کرتے ہیں۔

فقہی احکام: فقہی مسلک کے اعتبار سے شافعی ہیں، مذہب میں انتہائی ماہر اور اپنے دور میں مسلک شافعی کے امام تھے۔ اپنے مذہب کے بارے میں انھوں نے ''الحاوی'' نامی کتاب لکھی ہے جو بیس سے زائد جلدوں پر مشتمل ہے، اس کا اثر ان کی تفسیر میں بھی موجود ہے۔ چناں چہ وہ فقہی مسائل میں امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال کے ذکر بڑے اہتمام سے کرتے ہیں اور انھیں ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے ائمہ مثلاً امام ابوحنفیہ، امام مالک اور داؤد ظاہری وغیرہم رحمة اللہ علیہم کے اقوال کی طرف بھی اشارہ کردیتے ہیں۔ مگر امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال ذکر نہیں کرتے، شاید وہ ان کو صرف محدث سمجھتے ہیں، فقیہ نہیں۔

قراءات: بعض آیات میں قراءاتِ سبعہ وشاذۃ بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا معنی اور توجیہ بھی ذکر کردیتے ہیں۔ البتہ اس مرجع کا ذکر نہیں کرتے جہاں سے انھوں نے یہ نقل کیا ہوتا ہے۔

اسرائیلیات: اسرائیلیات بیان تو کرتے ہیں لیکن زیادہ نہیں، کبھی کبھی ان کی تحقیق بھی کرتے ہیں۔

شعر، نحو اور لغت: قرآنِ کریم کے معانی، غریب الفاظ اور تراکیب پر تالیف شدہ کتابوں سے بہت زیادہ باتیں نقل کرتے ہیں۔ آپ کو اکثر طور پر کسائی، فراء، اخفش، ثعلب، مبرد، مفضل بن سلمہ، زجاج، مؤرج بن عمر، قطرب، معمر بن مثنی اور ابن قتیبہ وغیرہ سے منقول باتیں اس تفسیر میں ملیں گی۔

تفسیر الزمخشری (۴۶۷......۵۳۸ھ)

مفسر کا نام: ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد الخوارزمی الحنفی المعتزلی۔ لقب ''جاراللہ'' ہے۔

تفسیر کا نام: الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل.

عقیدہ: فرقہ معتزلہ کے امام ہیں، اپنے مذہب کی خوب حمایت کرتے ہیں اور اس کی تائید میں دلیل وحجت کی جتنی بھی قوت ان کے پاس ہوتی ہے، صرف کرتے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے لکھتے ہیں:

" صَالِحٌ، لٰکِنَّهٗ دَاعِیَةٌ إِلَی الُإِعُتِزَالِ أَجَارَنَا اللّٰهُ،

فَكُنُ حَذِرًا مِنُ كَشَّافِهٖ ـ" [الميزان: ٤/٧٨]

''وہ صالح ہیں لیکن معتزلی مذہب کے زبردست داعی ہیں۔ اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔ لہٰذا ان کی کتاب ''الکشاف'' سے بچ کر رہیں۔''

ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ آیات سے اپنے باطل مذہب کی تائید کریں، اس کے خلاف آنے والی آیات کی تاویل کریں اور کفار کے بارے نازل ہوتے والی آیات کو اہل السنہ والجماعۃ پر چسپاں کریں۔ جن کو موصوف خَشَوِيَّة، مُجَبِّرَة اور مُشَبِّهَة کا نام دیتے ہیں۔

تفسیر ہٰذا کی عمومی خصوصیات: ان کی تفسیر جمالِ قرآن اور اس کے سحر بلاغت کے بیان میں منفرد ہے۔ کیوں کہ وہ لغت عرب سے واقفیت اور ان کے اشعار کی معرفت میں ماہر ہیں۔ لیکن وہ قرآنی آیات سے اندازِ بلاغت میں اپنے باطل معتزلی مذہب کے دلائل تراشتے ہیں۔ چناں چہ اس تفسیر سے بچنا ہی بہتر ہے۔ خاص طور پر اس کو جو اس میدان میں ابتدائی ہو۔

مسائل فقہیہ: فقہی مسائل میں زیادہ تفصیل نہیں کرتے اور اپنے مذہب حنفی میں متعصب نہیں بلکہ معتدل ہیں۔

لغت، نحو اور شعر: قرآنِ کریم میں معانی و بیان کی جو دولت بلاغت موجود ہے، اسے اہتمام سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن جب ایسا لفظ آ جائے جو ان کے مذہب کے موافق نہ ہو تو ظاہری معنی کو ترک کرنے، لغت میں موجود کوئی دوسرا معنی دینے یا اسے مجاز، استعارہ اور تمثیل قرار دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔

اسرائیلیات: اسرائیلی روایات بہت کم بیان کرتے ہیں۔ ان کو ''رُوِیَ'' کے لفظ سے ذکر کرتے ہیں یا آخر میں ''واللہ اعلم'' کہہ دیتے ہیں۔ لیکن انھوں نے ہر سورت کی تفسیر کے آخر میں اس کے فضائل میں موضوع احادیث بیان کی ہیں۔

تفسیر ابن عطیہ (۴۸۰......۵۴۱ھ)

مفسر کا نام: الحافظ القاضی العلامہ ابو محمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ الاندلسی۔

تفسیر کا نام: المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز۔

تفسیر ہٰذا کی عمومی خصوصیات: مؤلف نے اس کو تمام ماثور تفاسیر سے منتخب کیا ہے اور قرین صواب بات کی نشان دہی کی ہے۔ وہ بڑی میٹھی اور سلیس عبارت سے آیت کی تفسیر کرتے ہیں۔ ابن جریر سے بہت زیادہ روایات نقل کرتے ہیں۔

عقیدہ: مذہب اشعری کے حامل اور مؤوّل ہیں۔ اپنے مذہب اشعری کا دفاع اور اس کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

ان کے بارے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''تفسیر ابن عطیہ اور اس جیسی دوسری تفاسیر سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب میں زمخشری کی تفسیر سے بہتر ہیں۔ اگر وہ تفاسیر ماثورہ میں موجود سلف کے کلام کو اسی طرح نقل کر دیتے تو یہ بہت ہی اچھا ہوتا۔ اکثر یہ ابن جریر رحمہ اللہ کی تفسیر سے اخذ کرتے ہیں اور وہ تو تفاسیر ماثورہ میں سے شان دار اور قدر و منزلت میں سب سے بڑھ کر ہے۔ پھر وہ سلف سے نقل کردہ ابن جریر کا کلام نظر انداز کر دیتے ہیں اور بزعم خود محققین کے اقوال بیان کرتے ہیں، اور محققین سے ان کی مراد اہل کلام ہیں جنھوں نے اپنے اصولوں کو انھی طریقوں سے متعین کیا ہے، جس طریقے سے معتزلہ کرتے ہیں۔ تاہم یہ معتزلہ کی نسبت اہل سنت کے زیادہ قریب ہیں۔'' [مقدمۃ فی اصول التفسیر، ص: ۹۰]

احادیث و اسانید: ماثور اقوال کو بغیر سند کے ذکر کرتے ہیں اور اختصار کے ساتھ کسی ایک کو اختیار کر لیتے ہیں۔ بسا اوقات ضعف کی طرف اشارہ بھی کرتے ہیں۔

فقہی مسائل: فقہائے اسلاف کے فقہی اقوال کو ذکر کر کے ان کی توجیہ بیان کرتے ہیں۔ پھر بغیر طوالت و اختصار کے اپنے تئیں درست مذہب کی نشان دہی کرتے ہیں۔ اگر اس مسئلے پر اجماع ہو تو اسے بھی ذکر کرتے ہیں۔

قراءات: کثرت سے قراءات بیان کرتے ہیں اور ان کے مختلف معانی بتاتے ہیں۔

اسرائیلیات: وہب بن منبہ اور سدی رحمہما اللہ سے کچھ اسرائیلی روایات نقل کرتے ہیں اور بعض کو ضعیف بھی قرار دیتے ہیں۔

لغت، نحو اور شعر: ماہر فن نحوی تھے، کسی معنی کی توجیہ بیان کرتے ہیں تو لغت عرب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ فن نحو میں ان کو خصوصی

دلچسپی ہے اور عبارات کے ادبی شواہد کو بڑے اہتمام سے ذکر کرتے ہیں۔

تفسیر ابن الجوزی (۵۰۸......۵۹۷ھ)

مفسر کا نام: الامام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن محمد الجوزی القرشی التیمی البکری البغدادی۔

تفسیر کا نام: زاد المسیر فی علم التفسیر۔

عقیدہ: وہ عقیدے میں متذبذب ہیں، بعض صفات کو ثابت کرتے ہیں اور بعض کی تاویل کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَبوالفرج صفات کے بارے میں تناقض کا شکار ہیں، نہ تو نفی پر قائم رہتے ہیں اور نہ اثبات پر۔ بلکہ بہت سی ایسی صفات ہیں جن کو انھوں نے نظم ونثر دونوں طرح کے کلام سے ثابت کیا ہے، تفسیر میں ان کا انکار کردیا ہے۔ چناں چہ اس مسئلے میں وہ ان بہت سے لوگوں کی طرح ہیں جو صفات میں ضرورت سے زیادہ گہرائی تک چلے جاتے ہیں، کبھی ان کا اثبات کرتے ہیں اور اکثر اوقات ان کی نفی کردیتے ہیں۔ ابوالوفاء بن عقیل اور ابوحامد الغزالی اسی طرح کے لوگ ہیں۔'' [مجموع الفتاویٰ:۴/۱۶۹]

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابن الجوزی اپنے زمانے کے امام تھے۔ لیکن ان کی تصانیف میں ان کا جو انداز اور طریقہ کار ہے، وہ ہمیں پسند نہیں۔''

اپنی تفسیر میں وہ مؤوّلہ اور مُفَوّضہ کا مذہب ذکر کردیتے ہیں۔ چناں چہ صفت استواء کے بارے میں لکھتے ہیں: ''سلف کا اس بات پر اجماع ہوچکا ہے کہ وہ اس آیت کی قراءت ہی کریں گے، مزید کچھ نہیں کہیں گے۔'' حالاں کہ یہ تو مفوضہ کا مذہب ہے۔ انھوں نے صفت ''حیا'' کی تاویل ''خشیت''، صفت ''الوجہ'' کی ''ذات'' اور صفات ''المجئ والإیتان'' کی تاویل ''امر وقدرت'' سے کی ہے۔ صفت ''نفس'' اور ''ید'' میں تعطیل سے کام لیا ہے۔ نیز صفت ''فوقیت'' کی ''قہر وغلبہ'' اور صفت ''عین'' کی ''حفظ'' سے تاویل کی ہے۔ البتہ قیامت کے دن مومنین کے لیے اپنے ربّ کی ''رؤیت'' ثابت کی ہے۔

تفسیر ہذا کی عمومی خصوصیات: مصنف کتاب ہذا کے اندر اپنے طریقہ کار کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر مفسرین کی تفسیریں اپنے مقصود میں کامل نہیں ہیں بلکہ ایک آیت کی مکمل تفسیر کے لیے بہت سی کتابوں کو کھنگالنا پڑتا ہے۔ اکثر تفاسیر علم ناسخ ومنسوخ سے خالی ہیں۔ اگر یہ موجود ہو تو اسبابِ نزول نہیں پائے جاتے۔ اگر اسبابِ نزول مذکور ہوں تو مکی ومدنی سورتوں کے بارے میں تفصیل نہیں ہوتی۔ اگر یہ تفصیل موجود ہو تو زیرِ تفسیر آیت کے حکم کی طرف اشارہ نہیں ہوتا اور اگر یہ موجود ہو تو آیت پر وارد ہونے والے اشکال کا جواب نہیں ہوتا۔ اسی طرح دوسرے قابلِ توجہ فنون کا حال ہے۔

میں نے اپنی اس کتاب میں مذکورہ تمام فنون اور تفسیر کی دوسری ضروری باتیں شامل کردی ہیں۔ بنا بریں مجھے امید ہے کہ یہ کتاب قاری کو اکثر کتبِ تفسیر سے مستغنی کردے گی۔

میں نے گزشتہ کلمات کی دوبارہ تفسیر سے احتراز ہی کیا ہے۔ صرف اشارہ پر اکتفاء کیا ہے۔ اختصار کے باوجود تفسیر میں ملنے والے تمام اقوال صحیحہ کو ذکر کیا ہے۔ اگر آپ کسی آیت کے ذیل میں تفسیر نہ پائیں تو دو وجوہات میں سے ایک ہوگی۔ یا تو اس کی تفسیر گزرچکی ہوگی یا وہ آیت واضح ہوگی۔ تفسیر کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

ہماری اس کتاب نے تمام پُرمغز تفاسیر سے استفادہ کرکے صحیح، خوب صورت اور محفوظ ترین باتوں کا انتخاب کرلیا ہے اور ان کو مختصر عبارت میں پیش کردیا ہے۔''

استنادی اہتمام: زیرِ تفسیر آیت کے بارے میں سلف کے تمام اقوال بلا اسناد پیش کرتے ہیں۔ البتہ ان کی ترتیب بہت خوب لگاتے ہیں۔ مثلاً: پہلا قول پھر دوسرا قول اور پھر تیسرا قول۔

فقہی احکام: احکام کے حوالے سے فقہی آیت کے معنی میں ائمہ اربعہ وغیرہ کے اقوال اختصار سے بیان کردیتے ہیں۔ اقوال صرف جمع ہی کرتے ہیں، شاذ ونادر ہی کسی کو ترجیح دیتے ہیں۔

قراءات: قراءاتِ متواترہ اور شاذہ کا بیان بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔

اسرائیلی روایات: سدی وغیرہ سے مروی روایات بیان کرتے ہیں۔

شعر، نحو اور لغت: اس بارے میں بہت اہتمام سے کام لیتے

ہیں۔ ان فنون کے بارے میں تالیف شدہ کتب مثلاً ابن قتیبہ کی ''غریب القرآن'' اور ''مشکل القرآن'' سے باتیں نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح معانی القرآن کی کتب سے بہت نقل کرتے ہیں۔ خصوصاً درج ذیل کتب سے:

فراء اور زجاج کی کتابیں، ابوعلی الفارسی کی ''الحجۃ''، ابوعبیدہ کی ''مجاز القرآن''، ابن الانباری کی کتب اور خطابی ''شان الدعاء'' اسی طرح شعری شواہد بھی بیان کر دیتے ہیں۔

تفسیر القرطبی (م۶۷۱ھ)

مفسر کا نام: امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن فرح الانصاری الخزرجی الاندلسی القرطبی۔

تفسیر کا نام: الجامع لاحکام القرآن

عقیدہ: اشعری عقیدہ کے حامل مؤوّل ہیں۔ جو آدمی ان کی تفسیر اور کتاب ''الاسنی فی شرح اسماء الله الحسنیٰ'' کا مطالعہ کرتا ہے، اس بات کو جان جاتا ہے۔ اسماء وصفات کے بارے میں جوینی، باقلانی، رازی، ابن عطیہ وغیرہ جیسے اشعری ائمہ سے نقل کرنے پر اعتماد کرتے ہیں۔

بعض مقامات پر اہل تصوف کا ردّ کیا ہے اور ان کے خلافِ شرع اقوال وافعال کا محاسبہ کیا ہے۔

تفسیر ہذا کے عمومی خصائص: اس کے مؤلف خود بیان کرتے ہیں:

''یہ مختصر تفسیر ہے جو لغت، اعراب اور قراءات کے مفید نکات پر مشتمل ہے، گمراہ اور باطل لوگوں کا ردّ اور احکام ونزول آیات کے بارے بہت سی احادیث بھی موجود ہیں۔ نیز متقدمین ومتاخرین کے اقوال کی روشنی میں ان کے معانی واشکالات کی توضیح بھی موجود ہے۔''

احادیث واسانید: احادیث نبویہ کثرت سے لاتے ہیں۔ ان احادیث کو مصنّفین کتب حدیث کی طرف منسوب کرنا ان کے نزدیک شرط ہے۔ لیکن اکثر بلا اسناد ہی ذکر کرتے ہیں۔

فقہی احکام: آیاتِ احکام میں تفصیل سے کام لے کر مختلف اقوال کے دلائل ذکر کرتے ہوئے قریب یا دور کا تعلق رکھنے والے اختلافی مسائل بیان کرتے ہیں۔ اپنے مالکی مذہب میں متعصب نہیں بلکہ انصاف پسند ہیں اور ہمیشہ بادلیل بات کرتے ہیں۔

قراءات: مناسب انداز سے قراءات کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

اسرائیلیات: مؤلف اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''میں غالباً قصوں اور مؤرخین کی باتوں سے اجتناب ہی کروں گا، جہاں ضروری ہوا وہیں بیان کروں گا۔''

لغت، شعر اور نحو: ترکیب اور غریب الفاظ کی وضاحت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اکثر لغت عرب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور عربوں کے اشعار سے بہت زیادہ استشہاد لیتے ہیں۔

تفسیر النسفی (م۷۰۱ھ)

مفسر کا نام: ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی۔

تفسیر کا نام: مدارک التنزیل وحقائق التاویل

عقیدہ: غالی اشعری مؤوّل ہیں۔ بلا استثناء تمام صفات کی تاویل کر رکھی ہے۔

تفسیر ہذا کے عمومی خصائص: تفسیر ہذا تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف کا اختصار ہے۔ البتہ تفسیر کشاف سے معتزلی عقائد نقل نہیں کیے گئے۔ سوال وجواب نقل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ تفسیر طوالت واختصار سے ہٹ کر معتدل مزاج کی حامل ہے۔

فقہی احکام: مؤلف تفسیر ہذا آیاتِ احکام کی تفسیر میں فقہی مذاہب ذکر کر کے اختصار سے مختلف اقوال کی توجیہ بیان کرتے ہیں۔ اکثر اپنے حنفی مذہب کی تائید کرتے ہیں اور مخالفین کا ردّ کرتے ہیں۔

لغت، نحو اور شعر: بغیر طوالت کے قراءات اور ترکیب کی مختلف صورتوں کو جمع کرتے ہیں۔ نیز تفسیر کشاف سے بدیعی خوبیاں اور لطائف بلاغت ذکر کرتے ہیں۔

قراءات: ساتوں متواتر قراءتوں کو لازماً بیان کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان قراءتوں کو قراء کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں۔

اسرائیلیات: اسرائیلی روایت بہت کم لاتے ہیں۔ کبھی تو ان کی تحقیق میں پڑتے ہیں اور کبھی نہیں پڑتے۔

[جاری ہے]

(قسط نمبر ۲)

خواتین سے متعلقہ مخصوص مسائل

از فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين رحمه الله

اردو قالب: ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

حاملہ کو حیض آنا:

عورت جب حالت حمل میں ہوتو بالعموم اسے حیض آنا بند ہوجاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''خواتین کو خون (حیض) کی بندش سے حمل کا پتا چلتا ہے۔ اور اگر حاملہ کو وضع حمل سے ایک دو دن پہلے خون جاری ہوجائے اور اسے دردزہ ہوتو یہ نفاس کا خون ہے اور اگر وضع حمل سے کافی دن پہلے خون آجائے یا دردزہ کے بغیر وضع حمل سے کچھ پہلے خون آجائے تو یہ خون نفاس کا نہیں ہوگا۔ لیکن آیا یہ حیض کہلائے گا یا بیماری کا خون؟ اس بارے میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔

صحیح قول یہ ہے کہ یہ خون حیض کہلائے گا بشرطیکہ یہ اس کے ایام حیض کے معمول کے موافق ہو۔ کیوں کہ بنیادی طور پر عورت کو آنے والا خون حیض ہی ہوتا ہے۔ جب کہ اس کے حیض ہونے میں کوئی مانع نہ ہو۔

یاد رہے کہ کتاب وسنت میں ایسی کوئی واضح نص نہیں جس سے معلوم ہو کہ حاملہ کو حیض نہیں آسکتا۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا یہی موقف ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔ چناں چہ وہ اپنی کتاب ''الاختیارات'' کے صفحہ ۳۰ پر رقم طراز ہیں کہ ''اسی رائے کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ بلکہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اسی رائے کی طرف رجوع کرلیا تھا۔''

اس موقف کے پیش نظر حاملہ اور غیر حاملہ کے حیض کے تمام احکام ومسائل ایک جیسے ہیں، سوائے دو مسئلوں کے جو درج ذیل ہیں:

① ...... غیر حاملہ کو حیض کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے۔ جب کہ حاملہ کو طلاق دینا حرام نہیں۔ غیر حاملہ کو حیض کے دوران طلاق دینا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے خلاف ہے کہ ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق:] ''تم انھیں عدت کے لحاظ سے طلاق دو۔'' حاملہ کو ایام حیض کے دوران طلاق دینا اس آیت کے خلاف نہیں۔

کیوں کہ جو شخص حاملہ کو طلاق دے وہ اسے عدت کے لحاظ سے طلاق دیتا ہے، وہ حائضہ ہو یا غیر حائضہ۔ کیوں کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اسی لیے حاملہ کو ''قربت اختیار'' کرنے کے بعد طلاق دینا بھی منع نہیں۔ اس کے برعکس جو خاتون غیر حاملہ ہو اس کے ساتھ جس طہر میں مجامعت کی گئی ہو اس میں طلاق نہیں دی جاسکتی۔

② ...... حاملہ کا حیض رک جانے پر اس کی عدت ختم نہیں ہوجاتی کیوں کہ اس کی عدت وضع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ أُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

''اور حاملہ خواتین کی عدت وضع حمل ہے۔'' [الطلاق:٤]

اس کے برعکس جو عورت حاملہ نہ ہو، حیض رک جانے پر اس کی عدت پوری ہوجاتی ہے۔

فصل سوم

حیض میں پیش آنے والی بعض عارضی کیفیات کا بیان:

حیض میں بسا اوقات مندرجہ ذیل میں سے بعض عارضی کیفیات پیش آجاتی ہیں:

①......**ایامِ حیض میں کمی بیشی:** مثلاً کسی خاتون کو بالعموم چھ دن حیض آتا ہو اور اسے سات دن آجائے یا کسی کا عام معمول سات دنوں کا ہو تو چھٹے دن ہی رک جائے۔

②......**تقدیم وتاخیر:** اس کی صورت یوں ہے کہ کسی عورت کو مہینے کے اواخر میں حیض آتا ہو اور اب مہینے کے ابتدائی دنوں میں آجائے یا کسی کو مہینے کے اوائل میں آتا ہو اور اب مہینے کے اواخر میں آئے۔

ان دونوں صورتوں میں کیا فیصلہ کیا جائے؟ اس بارے میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔ ان میں سے صحیح ترین رائے یہ ہے کہ عورت کو جب خون آئے وہ انہی دنوں میں حائضہ کہلائے گی اور جب خون کی آمد بند ہوجائے تو وہ طاہر قرار دی جائے گی۔ خواہ یہ عمل اس کے سابقہ معمول سے زیادہ دن ہو یا کم، سابقہ تواریخ سے پہلے آجائے یا بعد میں۔ اس کی دلیل گزشتہ فصل میں بیان ہوچکی ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیض کے آنے سے ہی احکامِ حیض کو معلق ومشروط کیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ''المغنی'' کے مصنف نے بھی اسی کی تائید کی اور کہا ہے کہ اگر عورت کی سابقہ عادت اور اس کا معمول معتبر ہوتا تو نبی ﷺ اس بات کو امت کے سامنے ضرور بیان فرماتے۔ کیوں کہ جس امر کا بیان کرنا ضروری ہو اس کے بیان کو مؤخر کرنا جائز نہیں۔ حالاں کہ یہ امر ایسا تھا کہ ازواج النبی ﷺ اور امت کی باقی عورتیں ہر وقت اس وضاحت کی محتاج رہتی تھیں۔

اس لیے نبی ﷺ اس کے بیان سے غفلت نہیں برت سکتے تھے۔ نبی ﷺ نے عورت کی سابقہ عادت اور معمول کو صرف مستحاضہ کے لیے معتبر گردانا ہے، کسی اور کے لیے نہیں۔ [المغنی، ج:۱،ص:۳۵۳]

③......**خون کا زرد یا مٹیالا ہونا:** یعنی عورت دیکھے کہ اسے جاری ہونے والا خون زخم سے بہنے والے پانی کی مانند زرد یا زرد اور سیاہ رنگت کے مابین مٹیالا سا ہو۔

یہ کیفیت اگر حیض کے دوران یا حیض کے اواخر میں طہر سے قبل ہو تو یہ حالت حیض کی کہلائے گی اور اس پر حیض کے احکام جاری ہوں گے اور اگر یہ کیفیت طہر شروع ہونے کے بعد پیش آئے تو اسے حیض نہیں کہا جائے گا۔ جیسا کہ سیدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہم طہر شروع ہونے کے بعد زرد رنگ یا مٹیالے رنگ کو کچھ اہمیت نہ دیتی تھیں۔ [ابوداؤد، کتاب الطھارۃ: ۳۰۷]

اس کی سند صحیح ہے۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول صحیح بخاری بھی ہے۔ مگر اس میں **بعد الطھر** کے الفاظ نہیں۔

[صحیح البخاری، کتاب الحیض: ۳۲۶]

البتہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی تبویب یوں کی ہے:

" باب الصفرۃ والکدرۃ فی غیر ایام الحیض ۔"

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی سیدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا تعلق ایامِ حیض کے علاوہ عام ایام سے ہے۔

اور اس باب سے پہلے باب میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث ہے کہ عورتیں ان کی خدمت میں کوئی ڈبیہ بھیجتیں اس میں زرد رنگ کی کپاس ہوتی۔ وہ آپ سے اس بارے میں وضاحت طلب کرتیں تو سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ ''تم ابھی جلدی نہ کرو جب تک کہ تم حیض کے انقطاع کے بعد کپاس کو بالکل سفید نہ پاؤ۔''

④......اور اگر ایسی صورت ہو کہ عورت کو ایک دن خون آئے اور ایک دن نہ آئے اگر اسے یہ کیفیت ہمیشہ پیش آتی ہے تو یہ خون استحاضہ کا ہے اور ایسی عورت کے لیے مستحاضہ کے احکام ہیں۔ اور اگر اسے یہ کیفیت کبھی کبھار پیش آتی ہے اور اس کے طہر کا وقت معلوم ومقرر ہو تو اس بارے میں اہل علم کے اقوال مختلف ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے صحیح ترین قول کے مطابق یہ خون حیض کا شمار ہوگا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور الفائق کے مصنف نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے، نیز امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ کیوں کہ ان ایام میں کپاس بالکل سفید، بے داغ نہیں ہوتی۔ اگر اس دن کو جس دن خون نہ آئے طہر قرار دیا جائے تو اس سے پہلا اور بعد والا دونوں

دن حیض کے کہے جائیں گے۔ حالاں کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ ورنہ پانچ دنوں کے طہر ہی سے عدت گزر جائے گی اور اگر اس دن کو طہر قرار دیا جائے تو اسے ہر دوسرے دن غسل کرنے کی وجہ سے مشقت ہوگی۔ حالاں کہ ہماری شریعت میں مشقت کا کوئی تصور نہیں۔ والحمد للہ

حنابلہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ خون والا دن حیض کا اور دوسرا دن طہر کا کہلائے گا۔ الا یہ کہ مجموعی ایام ایامِ حیض سے تجاوز کر جائیں تو ایامِ حیض سے تجاوز کرنے والا خون استحاضہ ہوگا۔

المغنی [ص:۳۵۵] میں ہے: ''خیال رہے کہ انقطاع خون ایک دن سے کم ہو تو وہ طہر نہیں۔ کیوں کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہے اور کبھی رک بھی جاتا ہے۔ جس خاتون کو کبھی خون جاری ہو جائے اور کبھی رک جائے تو رکنے کے وقت میں اس پر غسل واجب کہنے میں مشقت ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾

[الحج:۷۸]

''کہ اللہ نے دین میں تم پر کوئی مشقت نہیں رکھی۔''

لہٰذا ایک یوم سے کم مدت کے لیے انقطاع خون ہو تو وہ طہر نہ ہوگا، یہ قول معتدل ہے۔

⑤......خون کا بایں طور خشک ہونا کہ عورت محض رطوبت دیکھے۔ یہ کیفیت اگر حیض کے دوران یا طہر سے قبل حیض سے متصل ہو تو حیض ہی ہوگا۔ اور اگر طہر کے بعد یہ کیفیت پیش آئے تو حیض نہیں۔

فصل چہارم

حیض کے احکام ومسائل:

حیض سے متعلقہ احکام ومسائل بیس سے بھی زائد ہیں۔ ہم یہاں ان میں سے عام طور پر پیش آنے والے مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔

①......عورت حیض کے دنوں میں فرض یا نفل کوئی نماز ادا نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس پر اس حالت میں نماز فرض ہی نہیں۔ البتہ اگر انقطاع حیض کے بعد اتنا وقت ہو کہ وہ ایک رکعت ادا کر سکتی ہو تو اس پر نماز فرض ہے۔ خواہ اسے نماز کا وقت آغاز سے ملے یا آخر سے۔ مثلاً کسی کو غروب آفتاب کے اتنی دیر بعد حیض آیا کہ وہ اس وقت میں مغرب کی ایک رکعت ادا کر سکتی تھی۔ اب انقطاع حیض کے بعد طاہر ہو کر اس نماز کی قضا دینا اس پر واجب ہے۔ اسی طرح کسی عورت کو طلوع آفتاب سے اتنی دیر قبل حیض کا عارضہ پیش آیا کہ وہ اس وقت میں ایک رکعت ادا کر سکتی تھی تو انقطاع حیض کے بعد اس نماز فجر کی قضا اس پر لازم ہے۔

کیوں کہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں اس پر لازم تھا کہ وہ نماز ادا کرتی۔ اور اگر عورت کو نماز کا صرف اتنا وقت ملا کہ وہ اتنی دیر میں ایک بھی رکعت ادا نہیں کر سکتی تھی۔ مثلاً مذکورہ بالا پہلی صورت میں سورج غروب ہونے کے فوراً بعد حیض آ گیا یا طلوع آفتاب سے محض ایک دو منٹ پہلے حیض رک گیا تو ان صورتوں میں اس پر وہ نماز لازم نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

《 مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ 》

[البخاری، مواقیت الصلوۃ: ۵۸۰۔ مسلم، کتاب المساجد: ۶۰۷]

''کہ جس نے نماز کی ایک رکعت ادا کرنے کا وقت پالیا اس نے نماز کو پالیا۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو ایک رکعت ادا کرنے سے کم وقت ملے اس نے نماز کو پایا ہی نہیں۔

البتہ اگر عورت نے عصر کی نماز کی ایک رکعت کا وقت پالیا تو آیا عصر کے ساتھ اسے ظہر کی نماز ادا کرنی ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح اگر عورت نے عشاء کی ایک رکعت کا وقت پالیا تو اسے اس کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرنی ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں اہل علم کے اقوال مختلف ہیں۔ اس بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ اس پر وہی نماز واجب ہے جس نماز کا وقت اس نے پالیا۔ یعنی صرف عصر کی نماز اور صرف عشاء کی نماز۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ» [البخاری، مواقیت الصلوة: ۵۷۹۔ مسلم، کتاب المساجد: ۶۰۸]

''جس نے غروبِ آفتاب سے قبل محض ایک رکعت پڑھنے کا وقت پالیا اس نے عصر کی نماز کو پالیا۔''

اس حدیث میں نبی ﷺ نے یوں نہیں فرمایا کہ اس نے ظہر اور عصر دونوں کا وقت پالیا۔ اور نہ آپ نے یہ فرمایا کہ اس پر ظہر کی نماز بھی واجب ہے۔ شرح المہذب [۳/۰۷] میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہی مذہب بیان کیا گیا ہے۔

باقی رہا حائضہ کا زبان سے اللہ کا ذکر، اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمدللہ اور کھانا وغیرہ کھاتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا، کتب حدیث وفقہ کا پڑھنا، مختلف مواقع کی دعائیں پڑھنا، یا دعا سن کر آمین کہنا، یا قرآنِ مجید کی تلاوت سننا تو ان میں سے کسی بھی کام کی ممانعت نہیں۔ کیوں کہ صحیحین وغیرہ کتب حدیث میں یہ بیان آیا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حیض کی حالت میں ہوتیں اور نبی ﷺ ان کی گود میں ٹیک لگا لیتے اور قرآن کی تلاوت کرتے رہتے۔ [صحیح البخاری، کتاب الحیض: ۲۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض: ۳۰۱]

نیز صحیحین میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ نوجوان اور پردہ دار خواتین اور حیض والیاں بھی عیدین کے لیے جائیں اور مومنین کی دعاؤں میں شرکت کریں۔ حیض والیاں نماز کی جگہ سے ایک طرف رہیں۔

[البخاری، کتاب الحیض: ۳۲۴۔ مسلم، صلوٰۃ العیدین: ۸۹۰]

باقی رہا حائضہ کا خود قرآن کی تلاوت کرنا۔ اگر وہ قرآنِ کریم کو ہاتھ لگائے بغیر محض دیکھ کر پڑھے یا زبان سے الفاظ کو ادا کیے بغیر دلی طور پر محض غور وفکر کرے۔ مثلاً قرآنِ کریم کو کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے اور وہ آیات کو دیکھ کر دل ہی میں پڑھ لے۔ اس بارے میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت جائز ہے۔ اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، اور اگر وہ زبان سے قراءت کرے تو جمہور اہل علم کہتے ہیں کہ یہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ [شرح المہذب: ۲/۳۷۲]

جب کہ بخاری، ابن جریر طبری اور ابن المنذر اس کے لیے زبان سے تلاوت کرنے کو جائز کہتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی کے قول کے مطابق ان دونوں سے بھی جواز منقول ہے۔

[فتح الباری: ۱/ ۴۰۸]

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے انھوں نے بھی کہا ہے کہ ایامِ حیض میں عورت ایک دو آیات پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حائضہ کے لیے تلاوتِ قرآن سے منع کی کوئی دلیل نہیں۔ باقی رہی وہ حدیث جسے امام ترمذی نے کتاب الطہارۃ: ۱۳۱، میں روایت کیا ہے کہ حائضہ اور جنبی قرآنِ مجید کی تلاوت نہیں کر سکتے۔ محدثین کے قول اور تحقیق کے مطابق ضعیف ہے اور اس کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

[مجموع الفتاویٰ: ۲۶/۱۹۱]

دورِ نبوت میں عورتوں کو حیض کا عارضہ پیش آتا تھا اگر نماز کی طرح ان کے لیے تلاوتِ قرآن بھی ممنوع ہوتی تو نبی ﷺ اس بات کو بیان فرما دیتے اور امہات المومنین بھی اس مسئلہ سے واقف ہوتیں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ تھا لوگوں میں اسے ضرور بیان کیا جاتا۔

چوں کہ کسی نے بھی نبی ﷺ سے اس کی منع بیان نہیں کی۔ لہٰذا اسے حرام وممنوع نہیں کہا جاسکتا اور یہ بات سب کے علم میں ہے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ حالاں کہ آپ کے زمانہ میں بھی عورتوں کو یہ عارضہ پیش آتا تھا۔

تاہم اہل علم کے مختلف اقوال کی روشنی میں یوں کہنا چاہیے کہ بہتر ہے کہ حائضہ سوائے اشد ضرورت کے عام حالات میں زبان سے بول کر تلاوت نہ کرے۔ اگر وہ معلّمہ ہو تو بچیوں کو پڑھاتے ہوئے یا امتحان وغیرہ کے موقعہ پر بچی تلاوت کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ ضرورت اور مجبوری کے تحت ان کے لیے تلاوت کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

[جاری ہے]



کیا اوجھڑی حرام ہے؟ ❷ (آخری)

مولانا خاور رشید بٹ (مدرس دار العلوم المحمدیہ لوکوورکشاپ)

دلیل ثانی اور اس کا تجزیہ:

﴿ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾ [الاعراف: ۷/۱۵۷]

''اور نبی (ﷺ) پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال قرار دیتے ہیں اور خبیث چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں۔''

استدلال:

نبی ﷺ گندی چیزیں حرام فرمائیں گے اور خبائث سے مراد وہ ہیں کہ سلیم الطبع لوگ جن سے گھن کریں اور انھیں گندی جانیں۔ [ص:٦]

صفحہ ١٦ پر لکھا ہے: عارف باللہ ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں: ما یستخبث کالدم جس سے گھن کی جائے۔ المنجد میں خبائث کے معنی ہیں ما کانت العرب تستقذرہ ولا تاکلہ جس سے عرب گھن کرتے تھے اور کھاتے نہ تھے۔

آگے جا کر لکھا ہے: اور یہ ظاہر ہے کہ اوجھڑی آنتیں گندی چیزیں ہیں کہ محل نجاست ہیں۔ لہٰذا بدلالت النص ثابت ہوا کہ اوجھڑی آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔ [ص:٢١]

تجزیہ:

اوّلاً: یہ بات ہے کہ ماکول اللحم جانوروں (جن کا گوشت کھایا جاتا ہے) کے مذکورہ اجزا کے خبیث ہونے کی دلیل درکار ہے جو کہ موجود نہیں۔ لہٰذا ان پر خباثت کا حکم لگانا سراسر ناانصافی ہے۔

ثانیا: لفظ خبیث کی جو وضاحت وتعریف کی گئی ہے اس کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلیم الطبع اور اہل عرب کو شریعت سازی کا حق حاصل ہے جو کہ بذاتِ خود ایک غیر شرعی فعل ہے۔ کیوں کہ سلیم الطبع ہمارے معاشرے میں ایسے بھی ہیں جو کئی حلال اشیاء کھانا پسند نہیں کرتے مثالوں کی ضرورت نہیں۔ ہر آدمی اپنے اندر جھانک کر دیکھ سکتا ہے کہ وہ کون سی اشیاء پسند کرتا ہے اور کن کو ناپسند سمجھتا ہے۔ بلکہ رسولِ کریم ﷺ سے بڑھ کر نہ تو کوئی عربی ہے اور نہ ہی سلیم الطبع، آپ نے بھی بسا اوقات حلال چیز کو کھانا پسند نہیں فرمایا (دلیل گزر چکی ہے۔)

معلوم ہوا ان کا استدلال درست نہیں۔ بلکہ قرآنِ مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ ''خبیث'' بسا اوقات حلال چیز پر بھی بولا جاسکتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴾ [البقرة: ٢/٢٦٧]

''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے جو چیزیں ہم نے تمہارے لیے نکالی ہیں اُن میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا جنھیں تم خود لینے والے نہیں۔ ہاں اگر آنکھیں بند کرلو تو اور بات ہے، جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پروا اور خوبیوں والا ہے۔''

اس آیت میں لفظ خبیث ردّی اور نکمی چیز کے معنی میں استعمال

ہوا ہے۔

سنن ترمذی کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ بقرۃ میں اس آیت کا سبب نزول بیان ہوا ہے، حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بعض انصاری صحابہ اہل صفہ کے لیے اچھے خوشے مسجد میں لٹکا جاتے جسے بھوک کے وقت اصحابِ صفہ کھا لیتے۔ لیکن بعض ایسے لوگ بھی تھے جنھیں صدقہ وخیرات میں زیادہ دلچسپی نہیں تھی وہ ردّی اور نکمے خوشے مسجد نبوی میں اصحابِ صفہ کے لیے رکھ دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ [ترمذی، رقم: ۲۹۸۷، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے]

سب مسلمان جانتے ہیں کہ ردّی اور نکمے خوشے بذاتِ خود نہ تو حرام ہیں اور نہ مکروہ تحریمی، صرف ان کو صدقہ وخیرات کرنے سے روکا گیا ہے۔ اس کے باوجود اس پر لفظ خبیث بولا گیا ہے بلکہ آیت کے اگلے الفاظ ﴿ولستم باخذیه الخ﴾ بھی اس بات پر دلالت کررہے ہیں کہ یہاں خبیث حرام کے معنی میں نہیں بلکہ محض ردّی اور نکمی چیز پر بولا گیا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ ان کی بیان کردہ لفظ خبیث کی تعریف سے کسی چیز کا حرام ہونا لازم نہیں آتا۔

ثالثاً: پیچھے دلیل گزری ہے کہ نبی علیہ السلام نے عکل وعرینہ قبیلے والوں کو اونٹ کا پیشاب پینے کی اجازت دی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ماکول اللحم جانور کا پیشاب خبیث ونجس نہیں تو جب یہ نجس وخبیث نہیں تو جن جگہوں سے گزرتا ہے وہ نجس وخبیث کیسے ہوسکتی ہیں؟

رابعاً: ان کی بیان کردہ دلیل ان کے موقف سے مطابقت نہیں کرتی۔ کیوں کہ بالفرض اوجھڑی، گردے، مثانہ، آنتیں وغیرہ کو خبیث مان لیا جائے تو قرآنی حکم کے مطابق ان کی حرمت ثابت ہونی چاہیے۔ کیوں کہ نبی علیہ السلام کی صفت یہ بیان ہوئی کہ آپ خبیث اشیاء کو حرام قرار دیتے ہیں۔ جب کہ یہ لوگ مذکورہ اشیاء کے متعلق مکروہ تحریمی کا حکم لگاتے ہیں جو کہ ان کے اصول وقاعدے کے مطابق حرام سے نچلا درجہ ہے۔

ثابت ہوا ان کی بیان کردہ دلیل ان کے موقف کے خلاف ہے۔ مذکورہ دلائل کو سامنے رکھ کر زیر بحث آیت کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ ہر حرام خبیث ہے لیکن ہر خبیث حرام نہیں۔

خامساً: جیسے اس آیت میں خبیث کو حرام کرنے کی وضاحت ہے اسی طرح طیب وپاک کو حلال کرنے کی بھی وضاحت ہے۔ چناں چہ اگر ان علماء کا موقف تسلیم کرلیں تو پھر ہر پاک وطیب کا حلال ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مرد وعورت طیب وپاک ہوتے ہیں۔ [النور: ۲۴/۲۸]

تو کیا یہ لوگ مسلمانوں کو ذبح کرکے کھانے کی اجازت دیں گے؟ واضح ہوا کہ یہاں بھی وہی اصول ہے ہر حلال طیب ہے۔ لیکن ہر طیب حلال نہیں۔

دلیل ثالث:

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ﴾

''کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تم کو حلال وپاکیزہ روزی دی ہے۔'' [النحل/: ١٦/١١٤]

استدلال:

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو روزی بخشی ہے اس میں سے صرف حلال ہی پر نظر کافی نہیں بلکہ پاکیزہ بھی ہونا ضروری ہے اور پر ظاہر کہ اوجھڑی آنتیں پاکیزہ چیزیں نہیں بلکہ اختلاط نجاست کی بنا پر گندی چیزیں ہیں۔ لہٰذا اوجھڑی آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔ [ص:۲۱]

تجزیہ:

کھانے والی چیز حلال کے ساتھ ساتھ پاکیزہ بھی ہونی چاہیے۔ لیکن اس کی کیا دلیل ہے کہ اوجھڑی اور آنتیں پاکیزہ نہیں؟ محض اس وجہ سے انھیں نجس اور غیر پاکیزہ قرار دینا کہ گوبر اور پیشاب کا محل اور گزرگاہ ہیں انصاف کے منافی ہے۔ کیوں کہ پہلے نمبر پر ماکول اللحم

جانور کے پیشاب اور گوبر کے نجس ہونے پر دلیل درکار ہے۔

دوسرے نمبر پر اگر بالفرض انھیں نجس تسلیم کرلیا جائے لیکن پھر بھی اوجھڑی، آنتوں اور گردوں وغیرہ کے نجس ہونے کی الگ دلیل چاہیے۔ کیوں کہ محض اختلاط نجاست سے دوسری چیز کی مستقلاً نجاست ثابت نہیں ہوتی بلکہ زیادہ سے زیادہ وقتی نجاست ثابت ہوتی ہے۔ جیسے انسان کا پیشاب یا پاخانہ کسی چیز کو لگ جائے تو یہ مطلب نہیں کہ وہ چیز ہمیشہ کے لیے نجس ہوگئی ہے بلکہ وقتی حکم لگے گا اور جب اسے صاف کرلیا جائے تو وہ چیز پھر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے گی۔ اگر اختلاط نجاست کی وجہ سے کسی چیز کا نجس ہونا تسلیم کرلیں تو پھر کوئی بھی حلال جانور حلال نہیں رہتا۔ کیوں کہ گوبر اور پیشاب کا اختلاط اوجھڑی اور آنتوں وغیرہ کے ساتھ ہے اور یہ اشیاء نجس ہوئیں اور ان کا اختلاط جانور کے گوشت کے ساتھ ہے۔ مذکورہ موقف کے حاملین میں سے کوئی ہے جو حلال جانور کے گوشت پر بھی نجاست کا حکم لگائے؟ معلوم ہوا ان کا یہ اصول ہی غلط ہے۔

ثالثاً: قائلین مکروہ تحریمی کی معتبر کتاب 'الھدایہ' میں لکھا ہے:

"فان وقعت بعرة او بعرتان من بعر الابل او الغنم لم تفسد الماء۔" [الهداية، ج:١، ص:٤٠، طبع مكتبه رحمانيه لاهور]

''اگر پانی میں اونٹ یا بکری کی ایک یا دو مینگنیاں گر جائیں تو پانی فاسد نہیں ہوگا۔''

اگر ان لوگوں کا مذکورہ اصول تسلیم کرلیں تو یہ موقف غلط ٹھہرتا ہے۔ کیوں کہ نجاست جتنی مرضی ہو وہ نجاست ہی ہوتی ہے اور خاص کر ماء قلیل (تھوڑا پانی) تو فی الفور نجس ہوجاتا ہے اور الھدایہ کے مذکورہ مقام پر ماء قلیل کی ہی بحث ہے۔

ثابت ہوا کہ ان کے اصول میں تعارض ہے۔ لہٰذا دونوں اصولوں میں سے کوئی ایک ضرور غلط ہے، فیصلہ وہ خود کرلیں۔

دلیل چہارم:

مذکورہ آیت کو ہی دلیل بنا کر لکھتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو رزق اپنے بندوں کو عطا فرمایا ہے وہ ارشاد قرآنی سے صاف ظاہر ہے کہ وہ رزق عطا فرمودہ کم از کم ان دو صفات کاملہ سے تو ضرور ہی متصف ہوتا ہے یعنی پاکیزہ اور حلال۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہاں پر اوجھڑی آنتوں کے کھانے کا جب سوال ہوتو کھانے والے کو سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اوجھڑی آنتیں مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ میں قطعاً داخل ہی نہیں ہیں کہ ان کا کھانا اگر حلال ہوتا ضرور یہ پاکیزہ بھی ہوتیں اور ہیں یہ گندی۔ لہٰذا اوجھڑی آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔ [ص:٢١،٢٢]

تجزیہ:

اس دلیل کی بنیاد بھی اوجھڑی اور آنتوں کے نجس اور غیر پاکیزہ ہونے پر ہے جس کی دلیل پورے پمفلٹ میں پیش نہیں کر سکے۔ لہٰذا محض سینہ زوری کے علاوہ کچھ نہیں۔

باقی ان کا کہنا کہ اوجھڑی آنتیں مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ میں قطعاً داخل نہیں یہ صرف زبان کی تیزی ہے۔ دلیل اس پر بھی پیش نہیں کر سکے۔ کیوں کہ عموم اس وقت تک اپنے عموم پر رہتا ہے جب تک اسے خاص کرنے کی دلیل نہ مل جائے۔ اور مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ سے خارج کرنے کی خاص دلیل ندارد۔

دلیل پنجم:

اللہ تعالیٰ نے جو رزق اپنے بندوں کو عطا فرمایا ہے وہ طیب تو ضرور ہی ہوتا ہے اور اوجھڑی آنتیں گندی ہونے کی بنا پر ان پر خبیث صادق آتا ہے اور خبیث واجب الترک ہے۔ ہر خبیث کا استعمال ناجائز ہے۔ [ص:٢٢]

تجزیہ:

یہ دلیل بھی مذکورہ دلائل کی طرح بے وزن ہے۔ کیوں کہ یہ بھی غلط چیز کی بنیاد غلط چیز پر، کے تحت آتی ہے۔ یعنی اوجھڑی آنتوں کے خبیث ہونے کی وجہ ان کا نجس اور گندا ہونا ہے جو کہ خود محتاجِ دلیل ہے۔

دلیل ششم:

جانوروں کے اجزاء ماکولات میں اوجھڑی آنتیں اپنی گندگی کی وجہ سے ناقص وعیبی ہیں اور ناقص وعیبی پر بھی خبیث کا اطلاق وارد ہے۔

﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرة]

''یعنی خاص ناقص وعَیبی چیز کے دینے کا ارادہ نہ کرو کہ اگر دو تو اسی میں سے دو۔''

تو ثابت ہوا کہ اوجھڑی آنتوں پر خبیث کا اطلاق درست ہے۔ لہٰذا اوجھڑی آنتیں اس قبیل سے ہیں کہ مما تستخبثه الانفس (نفس جنھیں خبیث سمجھیں) علت فقہی صادق آئی۔ اوجھڑی آنتیں ممنوع الاستعمال قرار پائی۔ [ص:۲۲]

تجزیہ:

یہ دلیل بھی غلط چیز کی بنیاد غلط چیز پر کے قبیل سے ہے۔

اوّلاً: اوجھڑی اور آنتوں کو ناقص وعیبی قرار دینے کی وجہ ان کی نجاست اور گندگی ہے جس کی دلیل کوئی نہیں۔

ثانیاً: اگر انھیں بالفرض ناقص وعیبی تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر ان کا ایسا خبیث ہونا لازم نہیں آتا جس پر حرمت اور ممانعت کا حکم لگے۔ ولا تیمموا الخبیث والی آیت کی تفسیر کے تحت یہ تفصیل گزر چکی ہے۔

ثالثاً: اگر ناقص وعیبی ہونے کا لازمی نتیجہ خباثت وحرمت اور ممانعت ہے تو پھر لنگڑا، بھینگا وغیرہ عیبی جانور کی بھی حرمت وممانعت اور خباثت لازم آتی ہے جو محض شریعت سازی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

دلیل ہفتم:

کھانے پینے کی چیزوں پر جب کہ حلال وطیب ہوں قبولیت دعا موقوف ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت پناہی میں کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرما دیں کہ میں مستجاب الدعوات ہوجاؤں۔ ارشاد ہوا کہ اے سعد! پاک روزی کھاؤ تو مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے کہ بندہ ایک لقمہ حرام کھاتا ہے تو چالیس روز تک دعا قبولیت سے محروم رہتی ہے۔ (انتہیٰ) ناقلاعن کنزالایمان

اس سے ثابت ہوا کہ جو اوجھڑی آنتیں کھائے گا قبولیت دعا سے محروم رہے گا اس لیے کہ یہ پاکیزہ نہیں بلکہ گندی ہیں۔ لہٰذا اوجھڑی آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔ [ص:۲۲، ۲۳]

تجزیہ:

اوّلاً: اس دلیل کی بنیاد بھی غلط چیز پر ہے، پہلے ان کا نجس، گندا اور حرام ہونا ثابت ہوگا تو پھر یہ حکم لگے گا بصورت دیگر نہیں۔

ثانیاً: حدیث جو پیش کی گئی ہے اس میں دعا کا قبولیت سے محروم ہونے کی وجہ لقمہ حرام ہے اور ان کے فتوے سے واضح ہے کہ یہ لوگ اوجھڑی آنتوں وغیرہ کا کھانا حرام نہیں بلکہ مکروہ تحریمی سمجھتے ہیں جو کہ حرام سے نچلا درجہ ہے۔ لہٰذا یہ دلیل ان کے دعوے سے مطابقت نہیں کرتی۔

اوجھڑی، گردے اور کپوروں وغیرہ کے حلال ہونے کے دلائل:

ایسی اشیاء جن کی حرمت وحلت کا حکم واضح ہے وہ اسی زمرے میں شمار ہوں گی۔ لیکن جن کے متعلق شریعت خاموش ہے نہ حرمت کا حکم ہے اور نہ حلت کا ہی تو اسلام نے ایسی اشیاء کو بھی حلال قرار دیا ہے۔ باقی اسے کھانا یا نہ کھانا یہ انسانی مرضی پر منحصر ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

① ...... فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾

''وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔'' [البقرة: ۲/ ۲۹]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی اشیاء مخلوقہ میں اصل حلت ہے صرف وہی اشیاء حرام ہوں گی جن کی حرمت پر نص آجائے

اور مذکورہ ساری بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ اوجھڑی، گردے اور کپوروں وغیرہ پر حرمت کی کوئی ایک دلیل بھی موجود نہیں۔ لہٰذا اس قرآنی آیت کے تحت ان میں حلت کا ہی حکم لگے گا۔

②......فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴾

''اے ایمان والو! (ایسی) چیزوں کے متعلق (جوتم پر ظاہر نہیں کی گئیں) سوال نہ کیا کرو۔ اگر وہ تم پر ظاہر کردی جائیں تو تم کو بری معلوم ہوں گی اور اگر تم نزولِ قرآن کے زمانہ میں سوال کرو گے تو (پھر) وہ تم پر (ضرور) ظاہر کردی جائیں گی اللہ نے تو ان (کے متعلق حکم دینے) سے عفوو درگزر سے کام لیا ہے اور اللہ بہت معاف کرنے والا بہت بردبار ہے۔'' [المائدۃ: ١٠١/٥]

③......حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کرتے ہیں:

《 ما أحل الله فی کتابه فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت عنه فهو عافية فاقبلوا من العافية فإن الله لم يكن نسيا ثم تلا هذه الاية: ﴿ وما كان ربك نسيا ﴾》

[مستدرك حاكم، ج:٢، ص:٣٧٥، رقم: ٣٤١٩، شیخ البانی نے حسن کہا ہے۔ غاية المرام، رقم:٢]

''جو چیز اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کردی وہ حلال ہے اور جو حرام کردی وہ حرام ہے اور جس چیز سے سکوت کیا وہ معاف ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی قبول کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بھولنے والا نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: اور تیرا ربّ بھولنے والا نہیں۔'' [مریم: ٦٤/١٩]

ان دونوں دلیلوں سے معلوم ہوا جس چیز کی حرمت وحلت کے متعلق قرآن وحدیث خاموش ہیں ان پر حلال ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ لہٰذا ماکول اللحم جانوروں کے جن اجزاء پر حرمت کی نص اور دلیل مل جائے گی وہ حرام قرار پائیں گے اور جن پر شریعت کی خاموشی ہے انھیں حلت کے زمرے میں شمار کیا جائے گا اور واضح ہوچکا ہے کہ اوجھڑی وغیرہ کی حرمت کی نص ہے ہی نہیں۔ لہٰذا ان دلائل سے ان کا حلال ہونا ثابت ہوا۔ (وللہ الحمد)

آخر میں صحیح مسلم کی ایک حدیث بلا تبصرہ مولانا وحید الزماں کے ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہے فیصلہ قارئین خود فرمالیں۔

'' عن ابی رافع قال: أشهد لكنت أشوی لرسول الله صلی الله علیه وسلم بطن الشاة ثم صلّی وَلَمْ يتوضأ ۔ '' [صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الوضوء مما مست النار، رقم: ٣٥٧]

''ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کی اوجھڑی بھونتا (آپ اس میں سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔''

[مترجم، صحیح مسلم، ص:٤٥٩، جلد اوّل، طبع نعمانی کتب خانہ، لاہور]



حج تربیتی کیمپ

دارالحدیث اوکاڑا میں حسب سابق امسال بھی حج کی سعادت حاصل کرنے والے خوش نصیب حجاج کرام کے لیے مؤرخہ ۲۶ اکتوبر بروز اتوار بوقت دس بجے دن حج تربیتی کیمپ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ

جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی تربیتی خطاب فرمائیں گے۔ لہٰذا حج پر جانے والے خواتین وحضرات وقت پر تشریف لا کر سنت کے مطابق ادائیگی حج کی تربیت لیں۔

عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث ساہیوال روڈ اوکاڑا۔

فون: 044-2521460/0302-4403173

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیراہتمام

بسلسلہ ''ختم نبوت''

آل پاکستان

اہل حدیث کانفرنس

6,7 نومبر 2008ء بروز جمعرات وجمعۃ المبارک

بمقام: مینارِ پاکستان، لاہور

ان شاء اللہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا

مفکر اسلام **معین الدین لکھوی** حفظہ اللہ

سرپرست

مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

زیر نگرانی

حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ

ناظم اعلیٰ مرکزیہ

زیرِ صدارت

پروفیسر

ساجد میر صاحب حفظہ اللہ

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

اس تاریخی حیثیت کی حامل کانفرنس میں جید وممتاز علمائے کرام، اہل علم، سیاسی ومذہبی جماعتوں کے قائدین اور ملکی وغیر ملکی اصحابِ علم اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

اس کانفرنس میں جوق در جوق شریک ہوکر تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنا حصہ ضرور ڈالیں۔

استقامت

پروفیسرعبداللہ ناصر رحمانی (کراچی)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم .

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ o نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ o نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴾ [حم السجدۃ: ٤١/ ٣٠-٣٢]

سوۃ حم کی ان تین آیات کا موضوع انتہائی اہم ہے۔ ان میں دین کے دو بنیادی مسائل کا ذکر ہے ان آیات کا دین کے فہم میں اور دنیا وآخرت کی سعادت کے حصول میں بڑا گہرا کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا ﴾ جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر سیدھے ہو گئے اور استقامت اختیار کر لی۔ اللہ کو رب ماننے والوں اور رب مان کر اس پر استقامت اختیار کرنے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے انعامات ہیں۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے جو اس آیت کی تفسیر ہے۔ سفیان بن عبداللہ ثقفی نبی ﷺ سے ایک سوال کرتے ہیں اور سوال کئی شرائط سے مقید کرتے ہیں۔

قُلۡ لِیۡ فِی الۡاِسۡلَامِ قَوۡلًا لَا اَسۡئَلُ عَنۡہُ اَحَدًا بَعۡدَکَ ۔

یا رسول اللہ ﷺ! دین کے بارہ میں (ایک شرط) ایک ایسی بات بتایئے (دوسری شرط) جو مبہم نہ ہو بلکہ اتنی واضح ہو کہ لا اسئل عنہ احدا ایک بات بتایئے جو میری نجات کے لیے کافی ہو اور اتنی واضح ہو کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔ رسول اکرم ﷺ جن کی خوبیوں اور خصائص میں سے یہ خوبی ہے آپ کا فرمان ہے: ((أُوۡتِیۡتُ جَوَامِعَ الۡکَلِمِ)) اللہ نے مجھے جوامع الکلم دے رکھے ہیں۔ اللہ نے مجھے یہ صلاحیت دی ہے اور یہ خوبی دی ہے کہ میں ایک جملے میں پورا دین سمجھا سکتا ہوں۔ جنت کا پورا پروگرام پیش کر سکتا ہوں بلکہ بعض اوقات ایک جملے میں صرف تین الفاظ ہوتے ہیں۔ ان تین لفظوں میں پورا جنت کا پروگرام پیش کر سکتا ہوں۔ ۷۳ فرقوں کا ذکر کیا فرمایا: صرف ایک جنتی ہے۔ ۷۲ جہنم میں جائیں گے صحابہ کرام نے پوچھا کہ وہ جنتی کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ھُمۡ مَا أَنَا عَلَیۡہِ الۡیَوۡمَ وَأَصۡحَابِیۡ))

یہ وہ لوگ ہیں جو اس چیز پر قائم ہو جائیں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ ہر جملہ ایک منہج ہے۔ یہ جملہ کامیابی کا پورا پروگرام ہے، صراط مستقیم ہے۔ اب ایک انسان یہ سوچے کہ صحابہ کس چیز پر قائم تھے۔ صحابہ کرام کے دور میں اتباع کا محور کیا تھا؟ صرف محمد ﷺ۔ باقی ائمہ بعد میں آئے اس دور میں اطاعت بالکل خالص تھی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس چیز پر قائم ہو جائے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں وہ کامیاب ہے، وہ فرقہ ناجیہ ہے، وہ جنتی گروہ ہے۔ اس کے پاس عقیدہ ہے، عمل ہے، منہج ہے وہ صحیح سلوک پر قائم ہے۔ دیکھیے ان تین الفاظ میں نبی ﷺ نے دنیا وآخرت کی کامیابی کا پروگرام سمجھا دیا۔ یہ جوامع الکلم ہے۔

یہاں بھی ایک سوال ہے جو کئی شرائط سے مقید ہے۔ بات دین اسلام کی صرف ایک ہی ہو جو میری نجات کے لیے کافی ہو اور اتنی واضح ہو کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی حاجت باقی نہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ» بالکل اس آیت کی تفسیر کہ تم یہ کہہ دو کہ میں نے اللہ کو مان لیا پھر اس پر سیدھے ہو جاؤ۔ یہاں بھی یہی فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ﴾

''وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر سیدھے ہو گئے۔''

اب یہ دو باتیں ہیں: اللہ کو رب ماننے کی۔ رب کے معنی پالنے والا، پرورش کرنے والا۔ جو ربوبیت کے معانی ہیں، خلق یعنی پیدا کرنا۔ امر یعنی حکم دینا ان تمام چیزوں پر مشتمل ہے۔ رب ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ ہمارا خالق ہے، اللہ ہمارا مالک ہے، ہم پر اللہ کا حکم چلتا ہے۔ اس کائنات میں جو تغیر رونما ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے درخت کا پتہ اگر جھڑتا ہے تو اللہ کے حکم سے، مالدار ہونا، فقیر ہونا، پیدا ہونا، فوت ہونا یہ سب کا سب اللہ کے امر سے ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے، وہی خالق ہے، وہی مالک ہے، مشکل کشا، حاجت روا ہے۔ روزی دینے والا ہے، اور اسی کا امر چلتا ہے، اسی کا قانون چلتا ہے۔ یہ تمام ربوبیت کے معنی ہیں۔ ان معانی کے ساتھ مان لیا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔

الحمد للہ رب العلمین o

قل اعوذ برب الناس o

قل اعوذ برب الفلق o

وہ رب ہے تمام جہانوں کا، تمام لوگوں کا، اس پر ایمان لے آؤ۔ یہ ہے توحید ربوبیت، اس پر ایمان لانے کا لازمی ثمرہ یہ ہے کہ اللہ کو رب ماننے والا یقیناً اللہ کو الٰہ بھی مانے گا جب وہ رب ہے تو عبادت بھی اسی کی۔ یہ نہیں ہے کہ رب کوئی اور ہو، روزی کوئی اور دے تو سجدہ کسی اور کو ہو۔ اور یاد رہے کہ توحید الوہیت اللہ کی عبادت پر قائم ہے۔ توحید ربوبیت پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾

''اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جو تمہارا خالق ہے، جو خالق ہے وہی معبود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو چیلنج کیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی ایک ذرہ پیدا کرنے پر قادر ہے تو نام بتاؤ۔ کوئی نہیں، آج تک یہ چیلنج موجود ہے۔ یہ سائنس ترقی کرتے کرتے کہاں پہنچ چکی ہے لیکن کوئی ایک ذرہ نہیں بنا سکا۔ ہاں اپنے جہاز بنا لیے ہیں۔ وہ اللہ کی پیدا کردہ اشیاء سے بنائے۔ لوہا اللہ نے پیدا کیا اس کو آپ نے جوڑ لیا۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ اس نے پانی بنایا بغیر پانی کے، اس نے اناج پیدا کیا بغیر اناج کے، اللہ بدیع ہے، اس اللہ کو رب مان لو اور رب مان لیا تو پھر معبود بھی وہی ہے۔

یہ پہلی بات ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے اس پر اٹل ہو جاؤ۔ روزی دینے والا وہ ہے، اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہے۔ اس سے مانگا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے، نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے اور جب اس سے مانگا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ ہمارے تصور سے بالاتر اس کا فرمان ہے حدیث قدسی ہے:

« يا ابن آدم! لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم كانوا في صعيد واحد فسألوني ثم أعطى كل واحد مسئلته ما نقص ذلك مما عندي إلا كما ينقص المخيط من ماء إذا أدخلت في البحر »

''اے ابن آدم! اگر تم سب کے سب آ جاؤ، جو لوگ پیدا ہو کے مر چکے وہ زندہ ہو کے آ جائیں، جو اس وقت موجود ہیں وہ بھی آ جائیں، جنہوں نے قیامت تک پیدا ہونا ہے وہ بھی آ جائیں انسان بھی ہوں جن بھی ہوں، اور سارے ایک میدان میں جمع ہو جائیں سارے مل کر مجھ سے مانگیں جو چاہے مانگیں، حکومتیں مانگیں، اقتدار مانگیں، دنیا کی دولتیں مانگیں، خزانے مانگیں، اولاد مانگیں جو چاہے مانگیں۔ میں سب کی مانگ سب کی طلب پوری کر دوں کسی تاخیر کے بغیر تو پوری کائنات انسانوں اور جنوں کی مانگ اور ان کی طلب دینے کے بعد میرے خزانوں میں کتنی کمی آئے گی؟ فرمایا کہ اتنی بھی نہیں جتنی کہ سوئی کو سمندر میں ڈبوئیں اور ڈبو کر نکال لیں تو سوئی سمندر کا جتنا پانی کم کرے گی سب کو دینے کے بعد میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آئے گی۔''

پھر رب کون ہے؟ کس سے مانگنا چاہیے؟ اللہ تعالیٰ سے۔ ہم تو اشرف المخلوقات ہیں، اللہ تعالیٰ کس کس کی سنتا ہے اور سن کر دیتا ہے؟ مسند احمد کی حدیث ہے سلیمان علیہ السلام کے دور میں قحط سالی ہوگئی، اتنی بڑی حکومت، ایسی حکومت نہ کسی کو ملی اور نہ قیامت تک کسی کو ملے گی۔ انسانوں پر، جنوں پر، پرندوں پر، درندوں پر سب پر ان کی حکومت تھی۔ سب کی بولیاں جانتے تھے۔ یہ اتنی بڑی حکومت بربادی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ پانی نہیں مل رہا، نہ آسمان سے اتر رہا ہے نہ زمین سے نکل رہا ہے۔ خشک سالی، قحط سالی۔ مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور انسان ہلاکت کے قریب ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ چلو بارش کی دعا کرنے چلتے ہیں۔ ایک مقام کا تعین کیا لشکر سمیت وہاں پہنچے، ایک عجیب منظر دیکھا اور منظر اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا:

«فرای نملة مستلقية على ظهرها ورافعة ببعض قوائمها إلى السماء وتقول: يا رب إنا خلق من خلقكم ليس بنا غنى عن رحمتك»

ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنی پشت کے بل کمر کے بل لیٹی ہوئی اور اس کی ٹانگیں اس کے ننھے ننھے ہاتھ پاؤں آسمان کی طرف اٹھے ہوئے، اور کیا کہہ رہی ہے؟

«اللهم انا خلق من خلقك»

''اے اللہ! ہم تیری مخلوق ہیں۔ تو ہمارا خالق ہے۔''

«وليس بنا غنى» اور ہمیں پانی چاہیے ہمیں پانی کی ضرورت ہے ہمیں پانی عطا فرما دے کیوں کہ تو ہمارا خالق ہے۔

اس میں نقطہ یہ ہے کہ جب تو خالق ہے تو تجھے ہی پکارنا ہے، تیرے علاوہ کہاں جائیں؟ کس کے دروازے پر دستک دیں؟ کس سے سوال کریں؟ تو ہی تو ہے۔ یہ چیونٹی کا عقیدہ ہے۔ اللہ پانی عطا فرما اور سلیمان علیہ السلام فرما رہے ہیں: «ارجعوا» لوٹ جاؤ «فقد سقيتم بدعوة غيركم»

ایک مخلوق (چیونٹی) تمہاری دعا سے پہلے دعا کر چکی ہے، اور اللہ نے یہ دعا قبول کر لی۔ ایک چیونٹی کی دعا قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی حکومت کو برباد ہونے سے بچا لیا۔ اس کے خزانے کیسے ہیں، ربوبیت کیسی ہے، وہ کس کس کی سنتا ہے، ان احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

اس کا پھر تقاضا یہ ہے کہ، اسی کو اپنا رب ماننا چاہیے اور رب ماننے کا ایک معنی تو عرض کر دیا توحید ربوبیت۔ یعنی ہمیں پالنے والا اللہ ہے۔

پالنے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ
ہمیں روزی دینے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ
ہمارا کفیل کون ہے؟ اللہ رب العزت

جب یہ ہمارا عقیدہ ہے تو اس عقیدے کے بعد اگر کوئی حرام کاروبار کرتا ہے تو آپ بتایئے کہ کیا اس نے اللہ کو رب مانا۔ رب ماننے کا معنی یہ ہے کہ اللہ پالنے والا ہے۔ پھر حرام مکاسب (کمائی) اور حرام روزی کا کیا معنی؟ پھر یہ سودی کاروبار، یہ سودی سکیمیں، جوا، سٹہ اور مختلف حرام کاروبار اس کا کیا معنی؟ جو شخص اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کو رب پالنے والا مانتا ہے تو وہ حرام کاروبار نہیں کرے گا۔ اگر وہ حرام کاروبار کرتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی ربوبیت میں اس کو شک ہے۔ اللہ پالتے ہیں اس کو شک ہے۔ یہ دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتی۔ اس لیے حرام روزی اس کے بڑے خطرناک احکام ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لم يدخل الجنة لحم تبد من حرام»

''انسان کا جو گوشت رزق حرام سے بنتا ہے وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔'' کتنے سخت احکام ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک سودا کر لیا اس سودے کا اصطلاحی نام ''بیع عینہ'' ہے۔ بیع عینہ کی عملی شکل یہ ہے کہ ایک شخص کو پیسہ چاہیے۔ وہ کسی دکان دار کے پاس گیا اور اس سے مال ادھار لے لیا مثلاً یہ مال تم سے دس ہزار میں لیتا ہوں اور اس کی پیمنٹ ایک سال کے بعد کروں گا یہ ادھار سودا ہو گیا۔ لیکن اس کو تو پیسہ چاہیے مال نہیں چاہیے۔ تو وہ دکاندار سے کہتا ہے یہ سودا مجھ سے ۸ ہزار سے کیش میں لے لو یعنی ۲ ہزار کم کر دو، ایک ہی نشست میں سودا دو طرفہ مکمل ہو جائے یہ بیع عینہ ہے۔ اس کو شریعت نے سود کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

《لو أنكم رضيتم بالحيوة الدنيا وأخذتم بأذناب الإبل والبقر وتبايعتم بيع عينه وتركتم الجهاد في سبيل الله سلط الله عليكم ذلا، لا منكم حتى ترجعوا إلى دينكم》

''اگر تم لوگ دنیا کی زندگی سے تعلق جوڑ لو، محض دنیا دار بن جاؤ اور بیع عینہ کرو۔ جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ اور اونٹوں اور گاؤں کی دموں کو پکڑ لو، کاربار کرو تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا کہ وہ تم پر قائم رہے گی۔ اور وہ ذلت اس وقت تک نہیں اٹھے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آؤ۔''

یہ بیع عینہ کا حکم ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ سودا ہو گیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلا لیا، فرمایا کہ ''زید تم نے یہ کیسا سودا کیا؟ اگر تم اس سودے سے توبہ نہیں کرتے اس کو واپس نہیں کرتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تم نے جو نمازیں پڑھیں، جو روزے رکھے، جو حج کیا جو عمرے کیے، جو جہاد کیے، وہ سب کے سب باطل ہو چکے سب بے کار۔ اس سودے سے توبہ کرو۔''

اس کا معنی یہ ہے کہ جو حرام مکاسب ہیں اُن میں سے ایک ہی مکسب ایک ہی سودا اس طرح بندے کی عبادت کو برباد کر دیتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ حرام روزی کا تعلق عقیدے کے ساتھ ہے۔ جس شخص کا عقیدہ پختہ ہوگا، اللہ کی ربوبیت پر اس کو ایمان ہوگا، ایقان ہوگا وہ کبھی حرام نہیں کھائے گا۔ حرام کمانے کا معنی یہ ہے کہ اسے اللہ کے رب ہونے میں اس کے پالنے میں شک ہے۔ اور اگر یقین ہے کہ اللہ روزی دینے والا ہے تو پھر وہ حرام مکاسب اختیار نہیں کرے گا۔ یہ سب معنی ہیں ﴿ ان الذين قالوا ربنا الله ﴾ کہ جو لوگ اللہ کو اپنا رب مان لیتے ہیں ان تمام معنی کے ساتھ۔ یہ بڑا میٹھا عقیدہ ہے بڑا شیریں ہے۔ صحیح مسلم اور بخاری میں حدیث ہے:

《 ذاق طعم الايمان من رضى بالله ربا 》

یعنی جو شخص اللہ کو رب مان لے اور اس پر راضی ہو جائے اس پر قائم ہو جائے اس شخص نے ایمان کی مٹھاس کو پا لیا۔ اس نے ایمان کی حلاوت کو پا لیا وہ ربوبیت کے معنی پر قائم ہے۔ اس نے ایمان کی مٹھاس کو پا لیا یہ اس عقیدے کا فائدہ ہے۔

﴿ ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا ﴾ جو اس عقیدے کو مان کر اس پر راضی ہو جائے، اس پر قائم ہو جائے، اٹل ہو جائے ایک پہاڑ کی طرح جم جائے۔ بڑے ٹھوس طریقے سے۔ اس نے ایمان کی مٹھاس کو پا لیا۔ یہ مٹھاس اگر بندے کو حاصل ہو جائے (اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل اس مٹھاس سے خالی ہیں۔) اگر یہ مٹھاس انسان کو نصیب ہو جائے تو اس کو ایمان پر پختگی اور استقامت حاصل ہو جاتی ہے، اور پھر دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے اس کے ایمان میں لغزش نہیں آئے گی، اس کے ایمان میں انحراف نہیں آئے گا۔ ہرقل کے دربار میں ابوسفیان کھڑا تھا، اور ہرقل اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انٹرویو لے رہا تھا اور ایک سوال اس نے یہ کیا کہ

هل يرتد احد منهم سخطة لدينه ؟

''بتاؤ کہ نبی کے دین سے ناراض ہو کر کوئی شخص مرتد ہوا ہے۔''

ابوسفیان نے کہا کہ نہیں۔ آج تک مرتد نہیں ہوا۔ حالاں کہ ہم نے بڑا مارا، بڑا ستایا، کھولتا ہوا پانی ڈالا، آگ کے انگاروں پر لٹایا، پتھریلی زمین پر گھسیٹا، گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کے سپرد کر دیا کہ اس کو گھسیٹتے رہیں۔ کبھی ادھر اور کبھی ادھر لیکن کوئی مرتد نہیں ہوا۔ کسی شخص نے دین کو نہیں چھوڑا۔

ہرقل سمجھ دار تھا، اس نے جب ان باتوں پر تبصرہ کیا تو کہا:

كذلك الايمان اذا خالطت بشاشته القلوب ـ

ہاں ایمان کی شان یہی ہے کہ جب اس کی مٹھاس، اس کی حلاوت دل کو شامل ہو جائے تو کوئی بندہ ایمان کو چھوڑ نہیں سکتا۔ پھر یہ سارے کام میٹھے، روزے رکھنا، نماز پڑھنا، جہاد کرنا، حج کرنا، عمرہ کرنا، کیوں کہ دل میں ایمان کی مٹھاس آ گئی۔ یہ مٹھاس کیسے پیدا ہو گی ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ﴾ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور ربوبیت کے ان تمام معانی پر قائم ہو گئے۔

اس پر راضی ہو گئے اس پر قائم ہو گئے۔

اس کے بعد صرف ایک کام کرنا ہے۔ وہ کیا؟ ﴿ ثم استقاموا ﴾ پھر سیدھے ہو گئے، ان میں استقامت آ گئی۔

یہ دو باتیں ہیں۔ نبی ﷺ نے سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا: ((قل امنت بالله ثم استقم))

تم یہ کہہ دو کہ میں نے اللہ کو مان لیا پھر اس پر قائم ہو جاؤ۔

''استقامت'' اس کا مادہ کیا ہے؟ ق، و، م عربی میں لفظ ہے: **اقام العود** لکڑی کو سیدھا کر دیا۔ تیر کی لکڑی۔ اگر تیر کی لکڑی ٹیڑھی ہو تو وہ تیر بیکار ہوتا ہے، اپنے ہدف تک نہیں پہنچتا، جب تک بالکل سیدھا نہ ہو۔ استقامت اسی سے ماخوذ ہے۔ کہ تیر کی لکڑی کی طرح سیدھے ہو جاؤ۔ استقامت آ جائے کوئی کجی نہ ہو، کوئی ٹیڑھ پن نہ ہو، سیدھے ہو جاؤ اپنے اعضاء کے ساتھ، اپنے جوارح کے ساتھ، اپنے عمل کے ساتھ، اپنے عقیدے کے ساتھ یہ استقامت ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لا یستقیم إیمان عبد حتی یستقیم قلبه، ولا یستقیم قلبه حتی یستقیم لسانه))

''کسی بندے کا ایمان اس وقت تک قابل قبول نہیں ہے اور سیدھا نہیں ہے جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو۔ اور کسی بندے کا دل اس وقت تک سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو۔''

یعنی دل کی استقامت قائم ہے زبان کی استقامت کے ساتھ۔ استقامت کا معنی یہ ہے کہ آدمی سیدھا ہو جائے اور سیدھا ہونے کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنے اعضاء کو اللہ کی امانت سمجھے۔ یہ آنکھ، یہ کان، یہ ہاتھ، یہ پاؤں، یہ دل، یہ اعضاء یہ سب کے سب اللہ کے عطا کیے ہوئے، اُس کی ملکیت ہیں۔ اللہ ان کا مالک ہے، ان کا مالک میں نہیں ہوں، میں امین ہوں اور امین ہونے کا معنی یہ ہے کہ میں نے ان کو استعمال کرنا ہے اللہ کی مرضی کے مطابق، اپنی مرضی سے نہیں۔

آنکھوں سے کیا دیکھنا ہے؟ جس کو دیکھنے میں اللہ کی رضا ہو۔

زبان سے کیا بولنا ہے؟ جس چیز کے بولنے میں اللہ کی رضا ہو۔

کانوں سے کیا سننا ہے؟ جس چیز کے سننے میں اللہ کی رضا ہو۔

اس دل میں کیا لانا ہے؟ کیا سوچنا ہے؟ کیا افکار پیدا کرنے ہیں؟ جن میں اللہ کی رضا ہو۔

کیوں؟ اس لیے کہ یہ اللہ کی دین ہے، اللہ کی ودیعت ہے، اللہ کی عطا ہے، ان کا مالک اللہ ہے میں نہیں ہوں۔ جب میں ان کا مالک نہیں ہوں تو میں ان پر اپنی مرضی سے تصرف نہیں کر سکتا۔ ان پر تصرف ہو گا اللہ کی مرضی کے مطابق۔ یہ استقامت ہے۔

جن چیزوں کے دیکھنے سے اللہ ناراض ہو۔

جن چیزوں کو سننے سے اللہ ناراض ہو

جس جملے کے بولنے میں اللہ کی ناراضی ہو وہ سب استقامت کے خلاف ہیں۔ استقامت کا یہ لفظ زبان کے متعلق استعمال ہوا ہے مسند احمد کی ایک حدیث میں، نبی ﷺ نے فرمایا:

((اذا اصبح ابن آدم)) ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے ہاتھ پاؤں، کان، اعضاء، زبان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور زبان سے کہتے ہیں:

((اتق الله فینا)) ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر جا۔

((إن استقمت استقمنا وإن اعوججت اعوججنا)) ''اگر تو سیدھی ہو گئی تو ہم سب سیدھے ہو جائیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو تیرے ٹیڑھ پن کی وجہ سے ہم سب کو جہنم میں جلنا پڑے گا۔''

یہاں زبان پر لفظ استقامت استعمال ہوا ہے کہ اعضا کہتے ہیں کہ اگر تو سیدھی ہو گئی تو ہم سب سیدھے ہو جائیں گے اور اگر تیرے میں کجی آ گئی تو صرف تیری کجی کی وجہ سے ہم سب کو جہنم میں جلنا پڑے گا۔ تو سیدھا ہونے کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنے تمام اعضاء کو سیدھا کرے یعنی ان کا استعمال اللہ کی مرضی کے مطابق کرے۔ اللہ کی مرضی کے منافی نہیں۔ مثلاً: بات دل سے شروع کرتے ہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ بندے کا ایمان سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل

سیدھا نہ ہو۔قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿ ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا ﴾

''انسان کے کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال ہوگا۔''

ان سب کو سیدھا رہنا ضروری ہے اگر ان میں کجی آجائے تو اس کے کیا نقصانات ہیں؟ اس کے چند نقصانات نبی ﷺ نے پیش کیے۔ نبی نے فرمایا:

《 لن يدخل الجنة رجل فی قلبه مثقال حبة خردل من كبر 》

''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا۔''

یہ دل کی کجی ہے۔کتنا تکبر؟......ایک رائی کے دانے کے برابر۔ ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ دل کی استقامت یہ کس قدر ضروری ہے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ بات سن کر سناٹے میں آگئے اور اپنے فہم کے مطابق اللہ کے نبی ﷺ سے سوال کیا:

المرء يحب أن يكون ثوبه حسنا ونعله حسناً ؟

''ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اچھے کپڑے اور اچھے جوتے پہنے۔''

جب وہ اچھے کپڑے پہنے گا تو اس کے دل میں کچھ نہ کچھ تو تکبر کا احساس آئے گا۔ فرمایا: یہ تکبر نہیں ہے یہ بڑائی نہیں ہے۔ اچھا پہننا اچھا کھانا یہ تکبر نہیں ہے یہ تو تحدیث نعمت ہے۔ پھر تکبر کیا ہے؟...... فرمایا: تکبر دو چیزوں کا نام ہے۔

《 الكبر بطر الحق وغمط الناس 》

''ایک یہ کہ بندے کے سامنے حق آجائے کہ یہ قرآن ہے یہ حدیث ہے۔ پھر بھی وہ ماننے سے انکار کردے۔''

کہ میں نہیں مانوں گا۔ یہ تعصب مذہبی ہے کہ میں تو اپنے امام کا پیروکار ہوں، اپنی برادری کا پیروکار ہوں میں تو اس کو نہیں مانوں گا۔ فرمایا یہ کبر ہے اور اگر یہ کیفیت رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگی تو جنت میں نہیں جاسکتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ''لوگوں کا حقیر جاننا کم تر سمجھنا'' کہ میری برادری اونچی ہے، فلاں کی نیچی ہے، میرا مال زیادہ ہے فلاں کا کم ہے۔ میرے پاس علم ہے میرے پاس ہنر ہے۔ کسی بھی بنا پر اپنی بڑائی کا شکار ہو جائے، اپنے آپ کو بڑا سمجھے، کبر کا شکار ہوجائے۔ یہ بندے کے لیے عیب ہے۔ [جاری ہے]



نفاذِ اسلام ریلی وجلسۂ عام

۷ نومبر ۲۰۰۸ بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے مرکز اہل حدیث لارنس روڈ لاہور میں ایک جلسۂ عام اور نفاذ اسلام ریلی منعقد ہوگی۔ متعدد سیاسی ومذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کے علاوہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر خطیب لارنس مرکز اہل حدیث خطاب کریں گے۔

[ابوالاحتشام حمزہ طور، ناظم اطلاعات جمعیت اہل حدیث پنجاب فون: 0301-0333-8112611]

خطیب کی ضرورت ہے

کوٹ رادھا کشن کی مسجد اہل حدیث میں خطبہ جمعۃ المبارک کے فرائض انجام دینے کے لیے پنجابی زبان میں خطبہ دینے والے خطیب کی فوری ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ نماز پنجگانہ اور صبح درس دینے والے صاحب کو ترجیح دی جائے گی۔

[حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی۔فون: 0301-4481583]

نئے مضامین نگار حضرات توجہ فرمائیں

ہفت روزہ الاعتصام کے نئے مضامین نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مضامین کاغذ کی ایک طرف اور خوش خط، باحوالہ، مدلل تحریر فرمایا کریں۔ بجائے فوٹوسٹیٹ بھیجنے کے اصل مضمون ارسال کیا کریں، اور اشاعت کے لیے اپنی باری کا انتظار کریں۔ ان شاء اللہ بامقصد اور مثبت عنوان پر لکھا گیا مضمون ضرور شائع کیا جائے گا۔ [ایڈیٹر]

اب کہاں جائیں گے

اوریا مقبول جان

لوگ پاگلوں کی طرح ایک دوسرے سے سوال کرتے پھر رہے ہیں۔ ہم نے تو ساری زندگی کی جمع پونجی اس بینک میں جمع کروائی تھی اگر یہ ڈوب گیا تو ہمارا کیا بنے گا۔ کہیں خواب آور گولیاں کھائی جا رہی ہیں کہ سکون سے نیند آ جائے تو کہیں ماہر نفسیات سے بے چینی اور اضطراب کو کم کرنے یا پھر اس پر قابو پانے کی ترکیبیں پوچھی جا رہی ہیں۔ بینکوں والے الگ پریشان ہیں۔ ہم تو دن بدن ایک سے ایک بڑی دلدل میں پھنس رہے ہیں۔ بنک ڈوبتے ہیں تو وہ انشورنس کمپنیاں بھی ڈوب جاتی ہیں جن کی ضمانتوں پر یہ سارا سسٹم سانس لے رہا ہوتا ہے۔ یہ کمپنیاں ڈوبتی ہیں تو وہ کروڑوں لوگ جنھوں نے ساری زندگی اس آس وامید میں گزاری تھی کہ ریٹائرڈ ہونے کے بعد ان کی اولادیں ان کی دیکھ بھال کریں یا نہ کریں، معاشرہ انھیں کاٹھ کباڑ سمجھ کر ایک طرف کر دے لیکن انھیں مرنے تک پنشن کی ایک لگی بندھی رقم ملتی رہے گی اور وہ اس سے اپنی زندگی کے بقیہ دن گزار لیں گے۔ کیسا گورکھ دھندا ہے۔ کیسی الجھن ہے کہ حکومتوں کی حکومتیں پریشان ہیں، مضطرب ہیں۔ کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔

سود پر قائم اس بلند وبالا عمارت کو کیسے بچایا جائے۔ کروڑوں لوگوں کے مستقبل اور جمع پونجیاں خطرے میں پڑ گئیں تو ہو سکتا ہے ان کا غم وغصہ کوئی شکل اختیار نہ کر لے۔ لوگوں کے خون پسینے کی کمائی کے ساتھ یہ مذاق کیا پہلی دفعہ ہوا ہے۔ نہیں بلکہ یوں تو ایسا ہر سال کہیں نہ کہیں ہوتا رہتا ہے۔ کسی ملک میں ایک بنک ڈوبتا ہے تو آنسو بہاتے، روتے چلاتے لوگوں کی قطاریں لگ جاتی ہیں۔ بوڑھے، یتیم، بیوائیں، لاچار جو بنکوں کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا تحفظ سمجھتے تھے اور جمع کیے ہوئے سرمایے پر توکل رکھتے تھے، پریشان حال اور دربدر اور مستقبل سے مایوس پھر رہے ہوتے ہیں۔

یوں تو بنک اکثر ڈوبتے رہتے ہیں لیکن اکتوبر ۱۹۲۹ء میں جب امریکا کی سٹاک مارکیٹ ڈوبی تو تین سال تک تو کسی کو سمجھ نہ آئی کہ اس مالیاتی بحران کا کیا کیا جائے جس نے ہر اس شخص کی زندگی عذاب کر دی ہے جو اپنی تمام امیدوں کا مرکز اور تمام سہاروں کا منبع اس بنکنگ سسٹم کو سمجھتا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب بے روزگاری ۲۵ فی صد تک پہنچ گئی تھی۔ ہزاروں بنک ڈوب گئے تھے۔ ڈالر اور پونڈ کی قیمتیں اتنی گریں کہ انھیں بے وقعت کر کے رکھ دیا۔ تین سال بعد لوگوں اور حکومتوں کے ہوش سنبھلے تو مارچ ۱۹۳۳ء میں امریکی صدر روز ویلٹ نے چار دن کے لیے بنک بند کر دیے اور لوگوں کے ٹیکسوں کے پیسے سے اس سود کی عمارت کو دوبارہ استوار کیا اور آج ٹھیک ۷۸ سال بعد یہ پھر دھڑام سے گر رہی ہے اور اس کے ملبے کے نیچے آنے والے وہ انسان ہیں جو زندگی بھر پائی پائی جوڑتے ہیں کہ آڑے وقت میں کام آئے اور اس سود کے خوب صورت جال میں پھنس کر تباہ وبرباد ہو جاتے ہیں۔ یہ تباہی کا راستہ جو سب کو خوشنما لگتا ہے اس کا آغاز ہی بددیانتی اور فراڈ سے ہوا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کرنسی نوٹ نہیں تھے۔ لوگ اپنی بچت سے سونا لے کر یہودی سناروں کے پاس امانت رکھ دیتے اور وہ انھیں رسید لکھ دیتے کہ اس کاغذ کے عوض اتنا سونا میرے پاس موجود ہے۔ پھر اگر کسی نے کوئی چیز خریدنی ہوتی یا قرض اتارنا ہوتا تو وہ رسید اس کے حوالے کر دیتا جو آگے چلتی رہتی اور سونا سنار کے پاس رہتا۔ ان چالاک اور ہوشیار سناروں نے اندازہ لگایا کہ لوگ دس حصوں میں سے صرف ایک حصہ سونا خرچ کرتے ہیں اور باقی نو حصے جمع رکھتے ہیں تو

یوں انھوں نے لالچ، حرص اور بددیانتی میں لوگوں کی ان امانتوں کے بدلے قرض پر لوگوں کو رسیدیں جاری کرنا شروع کر دیں اور اس پر سود لینا شروع کر دیا۔ یہ دغا بازی کی ابتدا تھی۔ حرص بڑھتی گئی، رسید کامیاب ہوئی تو نوحصوں کے بدلے نوے رسیدیں جاری ہوتی رہیں۔ یعنی نہ سونا موجود نہ لوٹانے کی طاقت۔ لیکن رسیدیں ہر مال کی خرید وفروخت کرتی رہیں۔ یعنی وہ مال یا سونا جسے نہ سناروں نے کمایا، نہ وہ ان کی ذاتی بچت تھی۔ ایک امانت جس پر انھوں نے روپیہ بٹورنا شروع کر دیا اور ایک دن ایسا آیا کہ ملکوں کے بادشاہ، امیر، وزیر سب ان سناروں کے محتاج ہو گئے۔ ملک چلانے، جنگیں لڑنے، شادیاں کرنے، سب کے لیے قرض لینے لگے۔ یوں یہ سنار اس قدر طاقت ور ہو گئے کہ حکومتوں نے ان کی دغا بازی کو قانون کا درجہ دے دیا۔

بنک وجود میں آئے اور انھیں کرنسی نوٹ چھاپنے کا اختیار مل گیا۔ صنعتی انقلاب آیا تو چالاک سرمایہ داروں کو پیسے کی ضرورت تھی اور یہ تھی عام آدمی کی جمع پونجی۔ اب ان چالاک اور مکار سناروں نے جو اعلیٰ بینکر بن چکے تھے ایک چال چلی اور کہا اے سادہ لوگو! تم کیوں روز نفع نقصان کے چکر میں گھلے جاتے ہو۔ پیسہ لگاتے ہو ڈوب جاتا ہے۔ بس آپ کا آپ کے بچوں کا سارا غم ہمارا۔ اپنا پیسہ ہمیں دے دو اور ہر سال یا ہر ماہ ایک مقررہ (Fixed) منافع لیتے جاؤ اور یوں عام لوگوں کی جمع پونجیاں ان چالاک ساہوکاروں اور اعلیٰ مرتبت بینکاروں کے قبضے میں آ گئیں کہ جسے وہ جیسے چاہیں استعمال کریں۔

جب عام لوگوں کا تھوڑا تھوڑا جمع کیا ہوا روپیہ ان کے قبضہ قدرت میں آیا تو دنیا نے کیا کیا تماشے نہیں دیکھے۔ صرف میرے ملک میں دیکھئے کہیں ایک معمولی سپاہی کی نوکری کرنے والا ارب پتی ہو گیا تو کہیں تیس چالیس ہزار تنخواہ پانے والے جرنیل کا بیٹا ملوں اور فیکٹریوں کا مالک۔ بنکوں پر قبضے ہوئے، کبھی حکومت نے اور کبھی سرمایہ کاروں نے بے چارے عوام کی محنت اور پسینے کی کمائی عالی شان پلازوں، دفتروں، ائرکنڈیشنڈ کاروں اور اللّے تللّوں میں اڑائی اور ہر دفعہ کسی بنک کسی کواپریٹو کمپنی کا سکینڈل نکلا۔ لوگ آہوں اور اشکوں میں ڈوب گئے۔ فریادیوں کی نہ کوئی شنوائی تھی اور نہ دادرسی۔ یہ تماشا دنیا کے ہر ملک میں کسی نہ کسی بنک کے دروازے کے سامنے ضرور برپا ہوتا رہا ہے۔ لیکن سلام کیجیے میرے ماہرین معاشیات کو کہ کوئی اس فراڈ، بددیانتی، چالاکی اور دغا بازی کی بنیاد پر استوار سودی نظام کے خلاف ایک لفظ نہیں بولتا۔ عام آدمی اپنی تھوڑی سی رقم بچا لے تو اگر کوئی اسے مشورے دے کہ اسے کسی کاروبار میں لگا دو تو چاروں طرف سے لوگ کہیں گے رقم ڈوب جائے گی، فراڈ ہو جائے گا، تم پاگل ہو۔ لیکن وہاں تو شاید ایک بددیانت تاجر کے ہاتھوں ایک دو لوگ ڈوبیں لیکن یہاں اس نظام میں ایک بنک ڈوبنے سے لاکھوں گھرانے بے آسرا ہو جاتے ہیں اور سسٹم پر ۱۹۳۰ء آئے یا ۲۰۰۸ء حکومتیں اور قومیں تباہی کے کنارے پر جا لگتی ہیں۔

یہ سب ڈوب رہا ہے اور آج دنیا اس کا تماشا دیکھ رہی ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ غریبوں کی جمع پونجی کو بے دردی سے تباہ کرنے والا یہودی سرمایہ داروں کا بنایا یہ بنکنگ سسٹم تباہی اور بربادی کا راستہ ہے۔ لیکن میرا ربّ تو ایمان والوں سے کہتا ہے: ''اگر تم ایمان رکھتے ہو تو جو سود تمہارا لوگوں پر باقی ہے اسے چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ قبول کرو۔'' جس امت کے ہر چوراہے، ہر سڑک، ہر عمارت پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلانِ جنگ قبول کرنے کا اعلان درج ہو، ہر چوراہے پر دکانیں کھلی ہوں وہاں ایسے ہی حاکم میسر آتے ہیں ایسے ہی خون ریزیاں ہوتی ہیں۔ ایسے ہی غربت وافلاس گھیرے رہتی ہے اور اسی طرح غیروں کے سامنے کشکول پھیلا ہوا رہتا ہے۔ لیکن کیا کریں اب تو کشکول میں بھیک ڈالنے والے بھی اس سود کے سسٹم کے ہاتھوں وہاں جا پہنچے کہ کشکول لیے بھاگتے پھر رہے ہیں کہ کوئی ہمیں بچا لے۔ چند سکے ڈال دے۔ ہمیں پیروں پر کھڑا کر دے۔ حیرت ہے اس معیشت کے وارث جن کے شہروں میں لوگ زکوٰۃ دینے نکلتے تھے تو کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ہوتا تھا۔ اب بھیک مانگنے نکلتے ہیں تو کوئی بھیک دینے والا ہی نہیں ہے۔ [بہ شکریہ، ایکسپریس ۱۵۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء]



کتب جن کے بنا آپ کی لائبریری نامکمل ہے

تلقین غزالی
ایم۔اے ہاشمی

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی کتب کیمیائے سعادت، احیاء العلوم، احیاء العلوم الدین، منہاج العابدین سے متفرق موضوعات کا انتخاب۔اس کتاب میں کئی جلدوں، ہزاروں صفحات کے بحر بے کراں کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔

قیمت:-/60 روپے

امام ابن تیمیہؒ
ڈاکٹر غلام جیلانی برق

پانچ سو کتابوں کے مصنف، مجاہد، مجتہد اور تاریخ کی انقلاب آفرین شخصیت امام ابن تیمیہؒ کی سوانح، اوصاف و فضائل، تصانیف اور ان کے موضوعات پر ایک جامع کتاب

قیمت:-/135 روپے

تاریخ حدیث
ڈاکٹر غلام جیلانی برق

تاریخ حدیث پر ایک بہترین کتاب جو حضور ﷺ کے فرامین۔ خطوط، معاہدات، صحابہ و تابعین کے مجموعوں، موطا کے مجموعوں، جامع صحیح، مستدرک، سنن، مسانید، کتب السنہ، معاجم و متفرق کتب کا نہایت خوبصورتی سے تعارف کرواتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ احادیث کا انتخاب بھی شامل ہے۔

قیمت:-/150 روپے

محمد بن عبدالوہابؒ اور وہابی تحریک
نور اکینہ قاضی

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے حالات زندگی اور تحریک پر ایک جامع کتاب۔ مولانا اسحٰق بھٹی کے مطابق اپنے موضوع کی یہ ایک جاندار اور وقیع کتاب ہے۔

قیمت:-/100 روپے

ابن خلدون حیات و خدمات
نور اکینہ قاضی

تاریخ و عمرانیات کے باوا آدم ابن خلدون کے حالات زندگی کے علاوہ اس کے زمانے کے جغرافیائی، تاریخی، سیاسی، معاشرتی، اقتصادی و مذہبی حالات۔ابن خلدون کی تصانیف اور فکری و عمرانی ورثے پر ایک بہترین کتاب۔

قیمت:-/120 روپے

تذکرہ گمنام مشاہیر
نور اکینہ قاضی

اپنے زمانہ کی مشہور شخصیات جنہیں آج لوگ بھلا بیٹھے ہیں۔ کے کارناموں کی تفصیلات، جن میں سے کچھ نے داد تحسین سمیٹی اور کچھ نمونہ عبرت بنے۔

قیمت:-/135 روپے

تزکیہ نفس کیوں اور کیسے؟
منیر احمد خلیلی

تزکیۂ نفس کی حقیقت، نفس کی بیماریوں اسلامی نقطۂ نظر سے نفس کی امتیازی صفات اور عملی طور پر تزکیۂ نفس کے حصول کے کامیاب اور موثر طریقے۔ یہ تمام موضوعات اس کتاب میں انتہائی آسان اور دلنشین پیرائے میں بیان کر دیے گئے ہیں۔

قیمت:-/24 روپے

یہ جو زندگی کی کتاب ہے
قانتہ رابعہ

زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مختصر مضامین۔ جو اپنے نفس مضمون کے اعتبار سے انتہائی جاذبیت اور معنویت سے بھرپور ہیں۔ یہ مضامین ایک کلمۂ نصیحت ہیں ہر اس کان کے لیے جو شنوا ہے۔ ہر اس دل کیلئے جو ابھی قبول حق کی صلاحیت سے محروم نہیں۔

قیمت:-/75 روپے

بحوالہ الاعتصام منگوانے پر 40% خصوصی رعایت دی جائے گی۔

ادارہ مطبوعات سلیمانی

ہیڈ آفس
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
: 042-7232788, 0313-7232788
E-mail: idarasulemani@yahoo.com

چوبرجی برانچ: ۳۔بی نیاز و یو سکیم عقب خان بابا ریسٹورنٹ چوک چوبرجی لاہور۔
: 042-7312648,8401105

کراچی: جہانگیر بک ڈپو، نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی۔فون 021-2765086

راولپنڈی: اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک اقبال روڈ، راولپنڈی 051-5551742:

ملتان: دواخانہ سلیمانی، بالمقابل محمد بن قاسم بلائنڈ سینٹر کمہاراں والا چوک، ملتان 061-4042627 :

تبصرۂ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

فضائل عشرہ ذوالحجہ واحکام ومسائل عیدالاضحیٰ

تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف

ضخامت: ۴۸صفحات

قیمت: درج نہیں

ناشر: دارالسلام، ۳۶۔لوئر مال لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

زیر تبصرہ کتابچہ اپنے نام سے ظاہر کرتا ہے کہ عشرہ ذوالحجہ اور عیدالاضحیٰ کے فضائل ومسائل پر مشتمل مضمون ہے۔محقق علمائے کرام نے جس طرح ہر موضوع کو تشنہ نہیں رہنے دیا۔اسی طرح اس کتابچے میں بھی مؤلف جناب حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ نے قرآن وحدیث کی رو سے بڑے خوب صورت اور بچے لے انداز سے مذکورہ موضوع کو کوزے میں دریا بند کرنے والی بات کے مصداق تحریر کیا ہے، جو شائقین کے لیے معلوماتی ہونے کے علاوہ پر از تحقیقات بھی ہے۔ قربانی، عرفے کا روزہ، احکاماتِ عشرہ ذوالحجہ، قربانی کے جانور کے متعلق معلومات ودیگر چھوٹے بڑے مسائل واحکام کا تذکرہ اس میں شامل ہے۔کمپیوٹر کمپوزنگ اور اچھی طباعت وکارڈ کور ہے۔

مسنون نماز اور روزمرہ کی دعائیں

مرتب ومؤلف: حافظ صلاح الدین یوسف

ضخامت: ۱۶۰صفحات

ناشر: دارالسلام، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ اسلام میں نماز کو بڑی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اس بنیادی حیثیت کا تقاضا ہے کہ نماز کی ادائیگی صحیح طور پر ہونی چاہیے۔ مارکیٹ میں نماز کے متعلق بڑی چھوٹی کتابیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔اس کتاب کی خاصیت یہ ہے کہ صحیح احادیث کی روشنی میں اسے ترتیب دیا گیا ہے اور احادیث نبوی ﷺ کے ذریعے مسائل واحکام کا استنباط کیا گیا ہے۔

مؤلف موصوف کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کے لکھنے کا اسلوب سادہ اور عام فہم ہے۔ اس کتاب کے اہم موضوع نماز کی فرضیت، احکام ومسائل، طریقہ نماز، نماز پنجگانہ کی تفصیل، اہم اور ضروری دعائیں، جمعہ وعیدین، جنازہ ونماز استسقاء اور تراویح کے متعلق مفید وضروری معلومات کو شامل کیا گیا ہے۔

کاغذ وپرنٹنگ بہترین اور عمدہ کمپیوٹر کمپوزنگ کروائی گئی ہے۔ کارڈ کور استعمال کیا گیا ہے۔

کیا عورتوں کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے؟

تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف

ضخامت: ۶۴ صفحات

قیمت: درج نہیں

ناشر: دارالسلام، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

نماز ایک اہم عبادت ہے۔نماز جس طرح مردوں پر فرض ہے

اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہے۔اب کچھ اختلاف مردوں اور عورتوں کے طریقۂ ادائیگی پر نظر آتا ہے۔حنفی حضرات کے نزدیک عورت اور مرد کے طریقہ ادائیگی نماز میں فرق سمجھا جاتا ہے، جب کہ اہل حدیث کے نزدیک عورت اور مرد کی نماز کی ادائیگی کا طریقہ یکساں ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان سب عورتوں اور مردوں کے لیے یہ ہے کہ ((صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ))"نماز اس طرح ادا کروں جس طرح مجھے (نبی ﷺ کو) دیکھتے ہو۔"

ظاہر ہے نبی ﷺ صاحب شریعت وطریقت ہیں۔انہی کی شریعت کے مطابق تمام مردوں اور عورتوں کو نماز پڑھنی وپڑھانی اور سیکھنی وسکھانی چاہیے۔

اس زیرتبصرہ کتاب میں مؤلف محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ﷾ نے خواتین کے طریقۂ نماز میں حنفی حضرات کے جو اشکالات اور اعتراضات تھے اُن کا مدلل جواب بھی لکھا ہے اور حنفی طریقۂ ادائیگی کا ردّ صحیح احادیث سے دیا ہے۔

اس کتابچے میں احناف کے علمائے کرام اور فاضل شخصیات کی بعض کتابوں میں درج عبارتوں کا جواب بڑے پر وقار طریقے واسلوب میں دیا گیا ہے۔اس موضوع پر تشنہ حضرات استفادہ کر کے اپنے سوالات کا جواب آسانی سے ڈھونڈ سکتے ہیں اور اس کتابچے سے حنفی واہل حدیث حضرات کا الگ الگ مؤقف بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

یہ مختصر کتابچہ اپنے اندر بڑی مفید بحث سمیٹے ہوئے ہے۔ہر مسلمان کے غور وفکر کے لیے اس کتابچے کا مطالعہ بڑا بار آور ہوسکتا ہے۔کمپیوٹر کمپوزنگ، پرنٹنگ اچھی وعمدہ کاغذ، کارڈ کور ہے۔



جذباتِ تشکر

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

میں دارالحدیث الجامعۃ الکمالیۃ راجووال کے تمام معاونین حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے رمضان المبارک کی مبارک گھڑیوں میں بڑھ چڑھ کر دامے درمے سخنے تعاون فرمایا۔

میری دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام احباب کا ہر قسم کا تعاون اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے اور ہم سب کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

آمین یارب العالمین

طالب الدعوات: محمد یوسف راجووال

پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن دارالحدیث راجووال

فون: 0300-6972721

بذریعہ چیک ترسیل زر کے لیے

اکاؤنٹ نمبر: U.B.L 0100167-1

بنام دارالحدیث راجووال اوکاڑہ۔

ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور

نرخ نامہ اشتہارات فی اشاعت

①......آخری صفحہ ٹائٹل	....	2400روپے
②......اندرون صفحہ ٹائٹل	....	1800روپے
③......فل صفحہ نیوز	....	1400روپے
④......نصف صفحہ نیوز	....	750 روپے
⑤......چوتھائی صفحہ نیوز	....	400 روپے
⑥......عام چھوٹے اشتہارات	....	300 روپے

❀......"الاعتصام" میں اشتہار لگوائیں اور اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

❀......اشتہار خوش خط، مختصر اور معاوضہ ہمراہ ارسال کریں۔

❀......مسلسل اشاعت (کم از کم 6ماہ) 20فی صد خصوصی رعایت۔

❀......"الاعتصام" سے تعاون آپ کا اخلاقی فریضہ ہے۔

رابطہ کے لیے

دفتر ہفت روزہ الاعتصام ۱۳شیش محل روڈ، لاہور، فون: ۰۴۲۔۷۳۵۴۴۰۶

فہرست کتب

٦۔القول المختار فی ما ورد فی النبی المختار، عنایت اللہ اثری، ص:۱۷۸

۲۹۷ء۳۲۱۱ حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (مجموعہ ٦ کتب)

۱۱۹خ ۱۔ الخیر الجاری فی بیان العلم المختص بالباری، ص:۱۲، طور پرنٹنگ پریس اکتوبر ۱۹۵۵ء

۲۔حنفی اہل حدیث، مقلدین حنفیہ سے سوالات، ص:۴

۳۔ فضائل ایمان ورسالہ مسئلہ بشریت، محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، ص:۱۴٦

۴۔حلاوۃ الایمان بتلاوۃ القرآن، محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، ص:٦۴

۵۔فص خاتم النبوۃ بعموم الدعوۃ وجامعیہ الشریعۃ، محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، ص:۳۲

٦۔نعم الرقیم فی مولد النبی الکریم، محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، ص:۱٦

۲۹۷ء۳۲۱۱ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

۱۷۵ن نماز، ص:۱۳۳، رئاست برائے علمی تحقیقات وافتار ریاض سعودی عرب ۱۴۱۵ھ

۲۹۷ء۳۲۱۱ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، مترجم: مولانا عبدالرحیم پشاوری

۱۲۳خ خلاف الابہ فی العبادات، ص:۱۳۱، امام شمس الحق ڈیانوی پبلشرز کراچی اکتوبر ۲۰۰۳ء

۲۹۷ء۳۲۱۱ محمد احسان الحق

۱۲٦ف فاتحہ خلف الامام، ص:۱۱۲، ملک ظفر احمد اعوان خوشاب۔ س، ن

۲۹۷ء۳۲۱۱ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ

۱۲٦ک کتاب الصلوٰۃ، ص:۸۰، ادارہ ترجمان السنہ لاہور ۱۹۹۸ء

۲۹۷ء۳۲۱۱ سید احمد علی شاہ (مجموعہ ۲ کتب)

۱۲۹ن ۱۔ نور الشمعہ فی ظہر الجمعہ، ص:۱۴۲، ملک تاج الدین تاجران کتب لاہور ۱۳۳۳ھ

۲۔ بہدی الرسول والنعمان فی اثبات شرائط الجمعہ باوضح البرہان، غلام حسین حنفی

۲۹۷ء۳۲۱۱ مولانا اشفاق احمد قاسمی

۱۴٦ا اپنی نمازیں درست کیجیے، ص:۳۳٦، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔ س، ن

۲۹۷ء۳۲۱۱ مولانا ارشاد الحق اثری

۱۳۴۸ت توضیح الکلام فی وجوب القرآن خلف الامام، ج:۲، ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد، مارچ ۱۹۸۷ء

۲۹۷ء۳۲۱۱ محمد داؤد ارشد

۱۳۵د دین الحق فی تنقید جاء الحق، ص:٦۸۹، المکتبہ الاثریہ جامع محمدیہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ ۱۹۹٦ء

۲۹۷ء۳۲۱۱ حکیم عبدالرشید ارشد (مجموعہ ۳ کتب)

۱۳۵م ۱۔ مفتاح الجنۃ، ص:۸۳، رحمانیہ دواخانہ موہنی روڈ لاہور اگست ۱۹۸۱ء

۲۔ وہ ایک سجدہ، سید علی یوسف

۳۔آدمی کونجات، سید علی یوسف

۲۹۷ء۳۲۱۱ عبدالحمید ازہر

۱۳٦۹ح حصور نماز، ص:٦٦۱، جمعیت اہل حدیث محمد مسجد راولپنڈی ۱۹۹۷ء

۲۹۷ء۳۲۱۱ قاری محمد اسماعیل اسد

۱۳۸٦ک الکلمۃ الکافیہ فی قراءۃ سورۃ الفاتحہ، ص:۸۸، مجلس التبلیغ سیالکوٹ ۱۹۸۱ء

۲۹۷ء۳۲۱۱ حکیم محمد اسرائیل سلفی

۱۳۸۹ن نور الہدیٰ فی فرضیہ الجمعہ علی اہل القریٰ، ص:۴۷، احیاء الاسلام پوسٹ پنگوان ہریانہ انڈیا



تمام تر سہولتوں سے مزین لاہور کی منفرد اور مثالی درسگاہ

بچوں کے روشن و تابناک مستقبل کا ضامن

مرکز اُمّ الھدیٰ

رجسٹرڈ

جامعة الدراسات الاسلامية

وفاق المدارس سلفیہ سے الحاق شدہ

بفضل اللہ تعالیٰ

ہر لحاظ سے بچوں کے تابناک روشن مستقبل کا ضامن

صحت مند پُر سکون کھُلا ماحول

دینی اور دُنیاوی علوم کا بہترین اور معیاری نظام

شعبہ

درس نظامی

میں

شعبہ

تحفیظ القرآن

داخلہ

10 شوال سے جاری ہے

تجوید و قرأت

علومِ عصریہ

کمپیوٹر کورس

بقیۃ السلف شیخ الحدیث و التفسیر

حضرت مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی

دامت برکاتہم العالیہ

الداعی الی القرآن و السنۃ

ذہین اور مستحق طلبہ کیلئے گراں قدر تعلیمی وظائف

اقامتی طلبہ کیلئے تمام تر جدید سہولتوں سے آراستہ

کینال بینک، عزیز پلی، ہربنس پورہ، لاہور۔ فون: 042-6545305 موبائل: 0300-4639354

جماعت کے اہل علم وتقویٰ ومحترم شخصیات کے لیے خصوصی دعائے صحت

جماعت اہل حدیث کی بڑی اہم علمی ودینی، مسلکی وتبلیغی سطح پر جانی پہچانی شخصیات

❀......حضرت مولانا معین الدین صاحب لکھوی حفظہ اللہ

❀......حضرت مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز، میر محمدی حفظہ اللہ

❀......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ

بعض عوارض کے باعث ایک عرصہ سے شدید علیل ہیں۔ یہ حضرات اہل علم کے مربی، مسلک اہل حدیث کے درخشاں ستارے اور اصحاب تقویٰ بزرگ ہیں۔ ہم جماعت کے جملہ مخلص احباب سے درخواست گزار ہیں کہ موصوفین کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لیے دعا صحت فرمائے۔

اللھم اشفھم شفاءً کاملاً عاجلاً . [ادارہ الاعتصام]

دیوبندی تحفظِ سنت کانفرنس
(۲،۳ مئی ۲۰۰۱ء) کے موقع پر شائع کردہ تتیس

مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ

تالیف
وکیلِ سلفیت علامہ محمد رئیس ندوی حفظہ اللہ تعالیٰ
اُستاذ جامعہ سلفیہ بنارس

ملنے کا پتہ
❀ مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور
❀ نعمانی کتب خانہ اردو بازار، لاہور
❀ مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ لاہور
❀ مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ لاہور
❀ کتاب سرائے الحمد مارکیٹ لاہور
❀ فضلی بک سنز سپر مارکیٹ کراچی
❀ فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
❀ مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار، فیصل آباد
❀ مکتبہ دار ارقم امین پور بازار، فیصل آباد
❀ مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار گوجرانوالہ

مکتبۃ الفضیل بن عیاض کراچی